تحفۂ شبِ قدر

سوالاً جواباً

مرتب

محمد نعیم اللہ خاں قادری

(بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے اردو)

ناشر
فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز کاموکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفۂ شبِ قدر

مرتب

محمد نعیم اللہ خان قادری

(بی ایس سی۔ بی ایڈ ایم اے اردو)

ناشر
فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز کاموکے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	**تحفہ شب قدر**
مرتب	محمد نعیم اللہ خاں قادری (بی ایس سی۔ بی ایڈ ایم اے اردو)
تعداد	600
سن اشاعت	14 اگست 2011ء
صفحات	120
ہدیہ	100 روپے

ملنے کے پتے

سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، محلہ رحمت پورہ گلی نمبر 1، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
جلالیہ صراط مستقیم گجرات/ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور/ رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ/ مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضانِ مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر/ مکتبہ فیضانِ اولیاء کاموکی
مکتبہ فیضان مدینہ گکھڑ/ مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں/ کرمانوالہ بک شاپ اُردو بازار لاہور
صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور/ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی، صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ
مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیو ملتان/ مکتبہ صابریہ لاہور/ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

فہرست

1	لیلۃ القدر کے مختلف نام بتایئے؟	7
2	لیلۃ القدر کا مفہوم واضح کریں؟	7
3	شبِ قدر کس مہینے میں ہے؟	15
4	شبِ قدر کیونکر ہزار مہینوں سے افضل ہے؟ یعنی شبِ قدر کو ہزار مہینوں سے ہی بہتر کیوں فرمایا گیا ہے؟	17
5	کیا شبِ قدر کی وجہ سے سب کبیرہ وصغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟	20
6	اس رات کو شبِ قدر کیوں کہتے ہیں؟	21
7	شبِ قدر میں پڑھی جانے والی مخصوص دعا کونسی ہے؟	23
8	شبِ قدر میں فرشتے زمین پر کیوں نازل ہوتے ہیں؟	23
9	زمین پر نازل ہونے کے بعد فرشتوں کے مبارک معمولات کیا ہوتے ہیں؟	24
10	کیا شبِ قدر جیسی رات کسی اور اُمت کو بھی ملی ہے؟ اُمتِ محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کو شبِ قدر ملنے کا سبب کیا ہے؟	27
11	شبِ قدر میں اللہ عزوجل کی طرف سے کیا کیا نوازشات ہوتی ہیں؟	30
12	شبِ قدر کا وقت کہاں سے کہاں تک ہے؟	31
13	کیا شبِ قدر تمام دُنیا میں ایک ہی رات ہوتی ہے؟	32
14	شبِ قدر کی خصوصیات بیان کریں۔	32
15	شبِ قدر کی عظمت وشان بیان کریں؟ یہ عظمت وشان کیونکر ہے؟ ذرا تفصیل سے لکھیں۔	34

16	شبِ قدر کا تعین کس طرح کیا جائے؟ کیا شبِ قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے؟	54
17	شب قدر ستائیسویں رمضان المبارک میں ہونے کو ترجیح کیوں دی جاتی ہے؟	57
18	شبِ قدر میں عبادت کس طرح سے کی جائے؟	62
19	شب قدر کی مخصوص دعا کی طرح کیا شب قدر کی کوئی مخصوص عبادت/عبادات ہیں؟	63
20	کیا شب قدر میں مسنون دعا کے علاوہ دوسری دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں؟	64
21	کیا شبِ قدر کی تلاش کیلئے ساری ساری رات عبادتیں کرنا اور ذکرو اذکار کا اہتمام کرنا ضروری ہے؟	64
22	شبِ قدر کے فیوض و برکات حاصل کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟	65
23	لیلۃ القدر میں علماء کرامؒ کے مبارک معمولات کیا ہوتے ہیں؟	65
24	شبِ قدر افضل ہے یا جمعۃ المبارک؟	67
25	لیلۃ القدر میں شب بیداری کیسے اور کہاں کی جائے؟	70
26	لیلۃ القدر میں خصوصی محافل کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟	71
27	لیلۃ القدر میں اگر جاہل لوگ منکرات و بدعات کے مرتکب ہوں تو کیا لیلۃ القدر میں شب بیداری کو ترک کر دینا چاہیئے؟	71
28	لیلۃ القدر کے احکام و مسائل بیان کریں۔	72
29	حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کیلئے جو خاص دُعا تعلیم فرمائی اس کی وضاحت کریں۔	80
30	حضور نبی کریم ﷺ کو شب قدر کا علم عطا فرمایا گیا یا نہیں؟	88
31	لیلۃ القدر کا ایک تنقیدی و تحقیقی جائزہ پیش کریں؟	100

سوال: لیلۃ القدر کے مختلف نام بتائیے؟

جواب: سورۃ القدر سے واضح ہے کہ عربی زبان میں اس مبارک اور بابرکت رات کا نام لیلۃ القدر ہے اور فارسی زبان میں اسے ''شبِ قدر'' کہتے ہیں اور اُردو میں یہ دونوں نام رائج ہیں۔

سوال: لیلۃ القدر کا مفہوم واضح کریں؟

جواب: مفسرِ قرآن' شارح بخاری و مسلم' حضرت علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر تبیان القرآن جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۸۹۰، ۸۹۱ میں فرماتے ہیں:

اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ ''قدر'' کا معنی تقدیر ہے: خَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ○ (الفرقان: ۲)

اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کا مناسب اندازہ کیا' اس رات میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال کیلئے جو اُمور چاہتا ہے وہ مقدر فرما دیتا کہ اس سال میں کتنے لوگوں پر موت آئے گی' کتنے لوگ پیدا ہوں گے اور لوگوں کو کتنا رزق دیا جائے گا' پھر یہ اُمور اس جہان کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کو سونپ دیئے جاتے ہیں اور وہ چار فرشتے ہیں: اسرافیل' میکائیل' عزرائیل اور جبریل علیہم السلام۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوحِ محفوظ سے لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سال کتنا رزق دیا جائے گا اور کتنی بارشیں ہوں گی' کتنے لوگ زندہ رہیں گے اور کتنے مر جائیں گے۔ عکرمہ نے کہا: لیلۃ القدر میں بیت اللہ کا حج کرنے والوں کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں' ان میں سے کسی نام کی کمی کی جاتی ہے اور نہ کسی نام کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی

شب میں مستقبل میں ہونے والے اُمور کے متعلق فیصلے فرماتا ہے اور ان فیصلوں کو ان فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے جو ان کو نافذ کرتے ہیں۔

اس رات کو لیلۃ القدر فرمانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ''قدر'' کا معنی عظمت اور شرف ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ (الانعام: ۹۱) انہوں نے اللہ کی ایسی قدر نہیں کی جیسی قدر کرنی چاہیئے تھی' جیسے کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کی بہت قدر و منزلت ہے' زہری نے کہا: اس رات میں عبادت کرنے کی بہت قدر و منزلت ہے اور اس کا بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔ ابوبکر وراق نے کہا: جس شخص کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو' جب وہ اس رات کو عبادت کرتا ہے تو وہ بہت قدر اور عظمت والا ہو جاتا ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والی کتاب' بہت عظیم الشان رسول پر' بہت عظمت والی اُمت کیلئے نازل کی گئی ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والے فرشتے نازل ہوتے ہیں' اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ بہت خیر اور برکت اور مغفرت نازل فرماتا ہے۔ سہل نے کہا: اس رات کو لیلۃ القدر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کیلئے رحمت کو مقدر کر دیا ہے۔

خلیل نے کہا: ''قدر'' کا معنی تنگی بھی ہے' جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ (الطلاق: ۷) جس شخص پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا

اس رات میں اتنی کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ زمین ان سے تنگ ہو جاتی ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۲۰، ص ۱۱۶، دار الفکر' بیروت ۱۴۱۵ھ)

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم کے صفحہ ۶۱۷ میں لکھتے ہیں:

قدر کا معنی تقدیر اور قسمت بھی ہے اور عزت و منزلت بھی۔ یہاں دونوں معنے

لئے جا سکتے ہیں۔ بتایا کہ معمولی رات نہیں بلکہ وہ رات ہے جس میں اللہ کے اس کلام معجز نظام کے نزول کی ابتداء ہوئی جو قسمت اور تقدیر کو بدلنے والا ہے، کسی ایک شخص یا قبیلے یا ملک کی نہیں بلکہ نوعِ انسانی کے اُن تمام افراد کی جو اُس کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیتے ہیں۔ پھر اس میں کسی زمانہ کی تخصیص بھی نہیں۔ جس طرح اس رسول کی رسالت قیدِ زمانی سے ماوراء ہے، اسی طرح اس کا لایا ہوا کلام بھی ان زمانی حدود سے نا آشنا ہے۔ یا اس سے اُس رات کی قدر و منزلت بیان فرمائی جا رہی ہے جس رات کی خاموشیوں میں یہ صحیفۂ رشد و ہدایت نازل ہوا اور اُس ذاتِ اقدس و اطہر کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔ بتا دیا کہ اس رات کی خیرات و برکات ہزار ماہ کی عبادت سے برتر ہیں۔ ساری رات فرشتوں کی آمد اور رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سلامتی کی بشارتیں دی جاتی رہتی ہیں۔

مفسر قرآن، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ ابوالحسنات اپنی "تفسیر الحسنات" کی جلد ہفتم کے صفحہ ۴۹۲ میں لکھتے ہیں:

زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس رات کی بزرگی اور عظمت و فضیلت کی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کہا گیا کہ قدر کے معنی عزت و شرف کے ہیں، اور اس سے واضح ہے کہ نزولِ قرآن کا وقت بھی بڑی عظمت والا ہے۔ حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وہ اُمور جو آئندہ سال ہونے میں مقدر ہو چکے اس رات میں ملائکہ علیہم السلام اور کارکنان قضاء و قدر کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں جبکہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایسا پندرہ شعبان (شب براٴت) کو ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ شب براٴت (پندرہ شعبان المعظم) کو تمام احکام کو تفویض کر دیا جاتا ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس شب میں اللہ کے نزدیک نیک کاموں

اور عبادات و طاعات کا ثواب بہت زیادہ ہے اور عنداللہ ان کی قدر و قیمت بھی بہت عظیم ہے۔ سیوطی نے الاتقان میں نقل کیا ہے کہ شب قدر میں نزول قرآن کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم جو لیلۃ المبارکہ (پندرہ شعبان) میں پورے کا پورا آسمان دنیا کے بیت العزت میں اُتارا گیا تھا وہ شب قدر میں حضور اکرم ﷺ پر نجماً نجماً اُتارا گیا یعنی قرآن کا نزول سابقہ کتب کی طرح یکبارگی پندرہ شعبان کو ہوا اور لیلۃ القدر میں ضرورت کے مطابق نزول کا آغاز ہوا۔

مفتی محمد نظام الدین رضوی، استاد و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اپنی تصنیف "پانچ مبارک راتیں" کے صفحہ نمبر ۳۸ (برکاتی پبلشرز، چھاگلہ اسٹریٹ، کھارادر، کراچی) میں لکھتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرورِ کائنات، فخر موجودات، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت کو "خیر اُمت" کا خطاب دیا اور اُسے "افضل الامم" بنایا تو اُس نے اس اُمت کو بہت سے ایسے خصائص و امتیازات بھی عطا کیے جو گذشتہ اُمتوں کے حصے میں نہیں آئے، انہیں خصائص میں سے ایک اہم خصوصیت شب قدر کی نعمتِ عظمیٰ ہے، جو سرکار کی شبِ ولادت کے بعد تمام مقدس راتوں میں سب سے عظیم و افضل ہے، یہ آسمان پر فرشتوں کیلئے عید کی رات ہے اور زمین پر انسانیت کیلئے معراجِ کمال کے حصول کی رات ہے۔

یہ وہ رات ہے جس میں دریائے کرم جوش پر ہوتا ہے اور کسی بھی طالبِ خیر کو محروم نہیں کیا جاتا، رات بھر رحمتوں کی برسات ہوتی ہے، خیرات و برکات کا نزول ہوتا ہے، مُردہ دلوں کو زندگی عطا کی جاتی ہے اور روحوں کی تاریک دنیا کو ان کے ورودِ مسعود سے بقعۂ نور بنا دیا جاتا ہے۔ قرآن مقدس جو خدائے ذوالجلال کا آخری کلام اور دنیا کی سب سے عظیم و بابرکت کتاب ہے، جو آسمانی کتابوں میں بھی اپنی ہمہ گیری اور وسعت و حفاظت کے لحاظ

سے آفتاب کی طرح تاباں و درخشاں ہے' جس کی نور بیزی و ضوفشانی نے نہ جانے کفر کی کتنی مہیب تاریکیوں اور گھنگھور گھٹاؤں میں ایمان و ایقان کا چراغ جلایا' اور نہ معلوم اس کی اثر آفرینی و اعجاز بیانی نے کتنے قلوب کو مسحور کیا' خلاصہ یہ کہ جو ساری کائنات کیلئے نجات و فلاح کا ضامن ہے' رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا گنجینہ ہے' وہ مقدس کلام اسی مقدس رات میں آسمان دنیا کی طرف نازل ہوا' یہ عظیم امانت اس عظیم رات میں انسانوں کیلئے ''بیت العزۃ'' کے سپرد ہوئی۔

☆ استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فضل الدین نقشبندی اپنے رسالہ ''فضائل وسائل شب قدر'' کے مقدمہ میں (صفحہ نمبر ۱۳، مطبوعہ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار' راولپنڈی) لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر عبادت کی رات ہے' اللہ کے حضور سربسجود ہونے کی رات ہے' رحمتِ خداوندی کے حصول کی رات ہے' گناہوں سے معافی مانگنے کی رات ہے' لیلۃ القدر خیر من الف شہر ہزار مہینے سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کی رات ہے' بدبختوں کیلئے بخت سنوارنے کی رات ہے' روح الامین سے ملاقات کی رات ہے' وہ رات جو صبح تک سلامتی ہی سلامتی ہے' سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ' خداتعالیٰ کی پکار پر لبیک کہنے کی رات ہے' دُعاءِ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے وِردِ شریف کی رات ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ! بے شک تو معافی کو پسند کرتا ہے' مجھے بھی معاف فرمادے!

✿ آگے صفحہ نمبر ۱۵ میں ''لیلۃ القدر'' کے معنی کے تحت لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر کے معنی ہیں۔ عظیم رات یا فیصلہ والی رات۔ اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس رات میں آئندہ سال تک ہونے والے تمام

واقعات مقدر کر دیئے جاتے ہیں۔

❁ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری اپنے رسالہ "مبارک راتیں" (مطبوعہ قادریہ پبلشرز کراچی) کے صفحہ نمبر ۳۱ میں لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ:

اس مقدس اور مبارک رات کا نام "لیلۃ القدر" رکھے جانے کی چند حکمتیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) قدر کے ایک معنی مرتبے کے ہیں، اس بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس رات کی عظمت و بزرگی اور اعلیٰ مرتبہ کی وجہ سے اس کا نام "لیلۃ القدر" یعنی اعلیٰ مرتبے والی رات رکھا گیا ہے۔ اس رات میں عبادت کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے، جو کوئی اس رات میں عبادت کرتا ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں قدر و منزلت والا ہو جاتا ہے اور اس رات کی عبادت کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

ایک اور حکمت لیلۃ القدر کی یہ ہے کہ اس رات میں عظمت و بلند مرتبہ والی کتاب نازل ہوئی ہے۔ کتاب اور وحی لے کر آنے والے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی بلند مرتبے والے ہیں اور یہ عظیم الشان کتاب "قرآن مجید" جس محبوب رسول ﷺ پر نازل ہوئی وہ بھی بڑی عظمت اور بلند مرتبے والے ہیں، سورۃ القدر میں اس لفظ "قدر" کے تین مرتبہ آنے میں شاید یہی حکمت ہے۔

(۲) "قدر" کے ایک معنی تقدیر کے بھی ہیں اور چونکہ اس رات میں بندوں کی تقدیر کا وہ حصہ جو اس رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہوتا ہے، وہ متعلقہ فرشتوں کو سونپ دیا جاتا ہے اس لئے بھی اس رات کو شب قدر کہتے ہیں۔

☆ علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی ایم اے اپنی کتاب ''نور بھری راتیں'' (مطبوعہ مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ، مصطفےٰ آباد، سرگودھا روڈ، فیصل آباد) کے صفحہ نمبر ۳۵، ۳۶ میں لکھتے ہیں:

قدر کا معنی...... عظمت ہے، شرف ہے۔

عرب کہتے ہیں:

لِفُلَانٍ قَدْرٌ عِنْدَ فُلَانٍ

فلاں شخص فلاں کے ہاں صاحب عظمت ہے، صاحبِ شرف ہے، اس معنی کے اعتبار سے اس شب کو لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات عبادت کرنے والا، پروردگارِ عالم کے حضور، صاحبِ شرف ہوتا ہے، صاحب عظمت ہوتا ہے۔

ہاں ہاں، اس لئے بھی کہ اس رات کی گئی عبادت قبولیت، جزاء، ثواب، اُجر کے اعتبار سے ذی قدر ہوتی ہے۔

سنو سنو...... ابوبکر الوراق کہتے ہیں:

سُمِّیَتْ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ لِاَنَّہٗ نُزِّلَ فِیْھَا کِتَابٌ ذُوْقَدْرٍ عَلٰی لِسَانِ مَلَکٍ ذِیْ قَدْرٍ عَلٰی اُمَّۃٍ ذِیْ قَدْرٍ

اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں قدر و شرف والی کتاب، عظیم و جلیل فرشتہ، عظمتوں اور رفعتوں والی اُمت کیلئے لے کر آیا، نازل ہونے والی کتاب بھی قدر والی، لانے والا جبرئیل علیہ السلام بھی صاحب قدر...... اور جس کی طرف آئی وہ اُمت بھی ذی قدر...... تو لازم ہے، جس رات میں نازل ہو وہ بھی لیلۃ القدر ہو۔

شاید یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ طیبہ میں لفظ لیلۃ القدر تین بار آیا اور تینوں کی عظمتوں کی طرف اشارہ کر گیا۔ (کبیر)

☆ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ''موسمِ رحمت'' (مطبوعہ حنفیہ پاک پبلی کیشنز کھارادر کراچی نمبر۲) کے صفحہ نمبر ۴۱، ۴۲ میں لکھتے ہیں:

سبحان اللہ! اس رات کی فضیلت و بزرگی کا کیا کہنا؟ خداوند قدوس نے اس رات کا نام ہی ''لیلۃ القدر'' رکھا یعنی عظمت اور مرتبے والی رات' اور اس کی فضیلت کیلئے قرآن مجید میں سورۃ القدر نازل فرمائی' جس میں فرمایا کہ شب قدر وہ قدر و منزلت والی رات ہے کہ اس رات میں پورا قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا' اور اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے' اس رات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کا ایک عظیم لشکر ساتھ لے کر زمین پر تشریف لاتے ہیں' یہ رات زمین و آسمان اور سارے جہان کیلئے سلامتی کا نشان ہے' غروب آفتاب سے طلوعِ فجر تک اس کے انوار و برکات کی تجلیاں برابر قائم رہتی ہیں۔

☆ حضرت مولانا حافظ نذیر احمد صاحب نوری اپنے رسالہ ''فضائل و اعمالِ شب قدر'' میں لکھتے ہیں:

''شب قدر جسے اللہ جل مجدہٗ نے لیلۃ القدر کے مبارک خطاب سے نوازا' وہ حسین و جمیل رات جو قرآن کریم کو اپنے آغوشِ رحمت میں لے کر آئی' وہ رات جو گنہگاروں کو نجات و مغفرت کا مُژدہ سناتی ہے' وہ رات جس کے ماہِ کامل کی گواہی میں انسانوں کی قسمت کے فیصلے ہوتے ہیں' وہ رات جس کے پردے میں ستار العیوب شرمِ عصیاں کی لاج رکھتا ہے' وہ رات جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ھل من مغیث یغیثنا کے مبارک فرمان کے ساتھ سائلوں کی تلاش کرتی ہے' وہ رات جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی معیت میں نورانی جھنڈے ہاتھوں میں لئے زمین پر اُترتے ہیں اور ہر مومن مسلمان کے گھر اور مسکن میں داخل ہو کر نجات و مغفرت کا مژدہ

سناتے ہیں اور شب بیداروں کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں۔ یہ انوار و برکات کا سلسلہ طلوعِ فجر تک قائم رہتا ہے"۔

سوال: شبِ قدر کس مہینے میں ہے؟

جواب: مفسر قرآن پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم کے صفحہ ۶۲۰ میں لکھتے ہیں:

رہی یہ بات کہ یہ رات کس مہینہ کی ہے اور کس تاریخ کو آتی ہے؟ مہینہ کا فیصلہ تو خود قرآنِ کریم نے کر دیا کہ قرآن کا نزول رمضان میں ہوا۔ ثابت ہوا کہ یہ رات ماہِ رمضان ہی کی کوئی رات ہے۔ تاریخ کے تعین کے بارے میں علماء کا بڑا اختلاف ہے۔ چالیس کے قریب اقوال مذکور ہیں لیکن صحیح حدیث میں یہ الفاظ موجود ہے۔ تحر واليلة القدر في العشر الاواخر من رمضان کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر ہے۔ حضرت ابی بن کعب تو اس پر قسم بھی کھایا کرتے تھے۔

اس کو متعین نہ فرمانے میں بھی کئی حکمتیں ہیں تا کہ مسلمان اس رات کی تلاش میں زیادہ نہیں تو کم از کم پانچ طاق راتیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں گزاریں۔ اگر رات متعین کر دی جاتی تو لوگ صرف اسی رات کو ہی جاگتے اور عبادت کرتے۔ نیز اس رات کو اگر مقرر کر دیا جاتا تو تو اسے ذکر و عبادت میں گزارنے والے تو اجر عظیم کے مستحق قرار پاتے لیکن اسے گناہوں میں صرف کرنے والے بھی سنگین سزائیں مبتلا کیے جاتے کیونکہ انہوں نے شب قدر کو پہچانتے ہوئے اسے خدا کی نافرمانی میں ضائع کیا۔ اس

لئے رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے مستور رکھا جائے تا کہ اگر کوئی بے نصیب بے خبری میں اس رات کو گناہوں کی بھینٹ چڑھاتا ہے تو اسے گناہ ایک عام رات کا ملے اور جاگنے والے زیادہ راتیں جاگتے رہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو رات اپنے مالک حقیقی کی یاد میں بسر ہوتی ہے' اہل عشق کے لئے وہ بھی لیلۃ القدر ہے۔ عارفِ ربانی عمر بن فارض قدس سرہٗ کا یہ شعر کتنا پیارا ہے:

وکل اللیالی لیلۃ القدر ان دنت
کما کل ایام اللقاء یوم جمعۃ

ترجمہ: اگر محبوب کا قرب نصیب ہو جائے تو ساری راتیں لیلۃ القدر ہیں جس طرح اس کی ملاقات کا ہر دن جمعہ کا مبارک دن ہے۔

مفسرِ قرآن ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اپنی تفسیر الحسنات کی جلد ہفتم کے صفحہ نمبر ۴۹۳ میں لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر ماہ رمضان کے ساتھ ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں تصریح ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ یہ مہینہ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن حکیم اتارا گیا اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ اور بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا' دونوں آیات سے واضح ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان ہی کی ایک رات ہے بعض علماء کرام کا قول ہے کہ شب قدر رمضان میں بھی ہوتی ہے اور غیر رمضان میں بھی لیکن یہ قول درست نہیں۔

امام احمد' بخاری' مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من شهر رمضان۔ تم لیلۃ القدر کو ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہٰذا لیلۃ القدر ماہ رمضان ہی کی ایک رات

ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان المعظم کی آخری تاریخ کو خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا لوگو! تمہارے پاس ایسا باعظمت مہینہ آ رہا ہے اور یہ برکت والا مہینہ ہے جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے بھی لیلۃ القدر کا شہر رمضان سے خاص ہونا واضح ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔

سوال: شبِ قدر کیونکر ہزار مہینوں سے افضل ہے؟

یعنی شبِ قدر کو ہزار مہینوں سے ہی بہتر کیوں فرمایا گیا ہے؟

جواب: لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہونے کی کئی وجوہات علماء کرام نے بیان فرمائی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، اور جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا تو اللہ سبحانہٗ اس کے گذشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۰۱۴، سنن نسائی رقم الحدیث ۲۲۰۶، مسند احمد جلد ۲، ص ۵۰۳)

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد ۱۲، صفحہ ۸۹۲ میں "لیلۃ القدر کے فضائل" کے تحت لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر کے فضائل:

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے معتمد اہل علم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ اُمتوں کی عمریں دکھائی گئیں تو آپ نے اپنی اُمت کی عمروں کو کم سمجھا اور یہ کہ وہ اتنے عمل نہیں کر سکیں گے جتنے لمبی عمر والے لوگ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو

لیلۃ القدر عطا کی' جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(مؤطا امام مالک رقم الحدیث ۷۲۱، باب لیلۃ القدر)

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا' جو اللہ کی راہ میں ایک ہزار سال تک ہتھیار پہنے رہا' مسلمانوں کو اس پر بہت تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۭ○
لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۭ○ (القدر ۳-۱)

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث ۱۹۴۲۴، تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۵۹۳)

علی بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل کے چار شخصوں نے اسّی (۸۰) سال تک اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ پلک جھپکنے کی مقدار بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی' اور ان کے نام بتائے: حضرت ایوب' حضرت زکریا' حضرت حزقیل بن العجوز اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو تعجب ہا' تب آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! آپ کی اُمت کو اس پر عجب ہے کہ ان لوگوں نے اُسّی سال عبادت کی اور ہلک جھپکنے کی مقدار بھی نافرمانی نہیں کی' اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز نازل کی ہے' پھر آپ کے سامنے سورۃ القدر ۳-۱ آیات تلاوت کیں اور کہا: یہ اس سے افضل ہے جس پر آپ کو اور آپ کی اُمت کو تعجب ہوا' پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب خوش ہو گئے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث ۱۹۴۲۶، تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۵۹۳)

مفسرِ قرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۶۱۹ میں لیلۃ القدر خیر من الف شهر کے تحت لکھتے ہیں:

یہ ایک رات ایک ہزار ماہ سے بھی افضل ہے۔ یہ بہتری اور افضلیت کس اعتبار سے ہے؟ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے: **العمل فیھا خیر من العمل فی الف شھر لیس فیھا لیلۃ القدر** کہ اس ایک رات میں جو عمل کیا جاتا ہے وہ ایک ہزار ماہ کے عمل سے بہتر ہے جس میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ علامہ قرطبی نے اپنی رائے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ **وفی تلک اللیلۃ یقسم الخیر الکثیر الذی لا یوجد مثلہ فی الف شھر** کہ اس رات میں اتنی خیر کثیر تقسیم کی جاتی ہے جتنی ایک ہزار مہینہ میں بھی تقسیم نہیں ہوتی، اور یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ انسان کی اصلاح اور فلاح کیلئے جو کام (نزولِ قرآن) اس ایک رات میں ہوا یہ ہزار مہینے کی کوششوں سے بھی بہتر اور افضل ہے۔

مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تفسیر ''تبیان القرآن'' کی جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۴، ۸۹۵ میں لکھتے ہیں:

ثواب میں اضافہ:

شب قدر میں عبادت کا ثواب ہزار ماہ کی عبادتوں سے زیادہ دیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں یہ سوال کیا جاتا ہے: کیا اس ایک رات میں عبادت کرنے کے بعد انسان ایک ہزار ماہ کی عبادتوں سے آزاد ہو جاتا ہے؟ اسی طرح ایک نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہے اور کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے تو کیا کعبہ میں ایک نماز پڑھنے سے ایک کم ایک لاکھ نمازیں انسان سے ساقط ہو جاتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شب قدر کی عبادت نفلی ہے اور ہزار ماہ میں جو فرائض اور واجبات ہیں، یہ نفلی عبادت ان کے قائم مقام نہیں ہو سکتی، رہا یہ کہ ایک فرض کا ثواب اس فرض کی دس مثلوں کے برابر ہوتا ہے یا کعبہ کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے مساوی ہوتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اس فرض کے ادا کرنے کا مکلف ہے جو دس مثلوں کے یا ایک لاکھ

مثلوں کے مساوی ہے' ان مثلوں میں سے کوئی ایک مثل اس فرض کے مساوی نہیں' جو دس یا ایک لاکھ مثلوں کے برابر ہے' لہٰذا ان مثلوں سے فرض کی تکلیف ساقط نہیں ہو سکتی' اس لئے ایک نماز پڑھ کر انسان دس نمازوں سے بری ہو سکتا ہے' نہ شب قدر کی عبادت سے ہزار ماہ کی عبادتوں سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

گناہ میں اضافہ:

ایک بحث یہ بھی غور طلب ہے کہ جس طرح شب قدر میں عبادت کرنے سے ثواب بڑھ جاتا ہے' کیا اس طرح شب قدر میں گناہ کرنے سے سزا بھی زیادہ ہوتی ہے' اس کی تحقیق یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو قطعی طور پر شب قدر کا علم ہو جائے اور پھر وہ اس رات میں قصداً گناہ کرے تو یقیناً اس کا یہ گناہ اور راتوں کے گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور وہ زیادہ سزا کا مستحق ہے' اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ: مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا (الانعام:۱۶۰) جو شخص جتنی برائی کرے گا اسے اتنی برائی ہی کی سزا ملے گی' پھر اس رات میں قصداً گناہ کرنے والا کیوں زیادہ سزا کا مستحق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شب قدر میں گناہ کرنے والے کی دو زیادتیاں ہیں' ایک گناہ کی اور ایک شب قدر کے تقدس کو پامال کرنے کی' جس طرح گھر میں گناہ کی بہ نسبت حرم کعبہ میں وہ گناہ کرنا زیادہ بڑا ہے' اس لئے جو شخص شب قدر میں گناہ کرے گا' اس کو اسی گناہ کو سزا ملے گی' لیکن ظاہر ہے کہ اس رات کا جرم اور راتوں کے جرم کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

سوال: کیا شب قدر کی وجہ سے سب کبیرہ و صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟

جواب: مشکوٰۃ کتاب الصوم کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ

اِیمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے ایمان کی تکمیل اور حصولِ اجر کیلئے رکھے، اُس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اور جس نے ایمان اور ثواب کے حصول کیلئے رات کو قیام کیا اُس کے گذشتہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں، اسی طرح جو ایمان اور حصولِ اجر کیلئے لیلۃ القدر میں قیام کرتا ہے اُس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ رمضان کے روزے، رات کے قیام اور لیلۃ القدر میں قیام (عبادت) سے گذشتہ گناہ معاف ہوتے ہیں، کیا کسی عالم دین نے یہ کہا کہ رات کے قیام یا رمضان کے روزوں سے کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ہرگز نہیں، یہ خوشخبری صرف صغیرہ گناہوں کے متعلق ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جاتا رہے۔

سوال: اس رات کو شبِ قدر کیوں کہتے ہیں؟

جواب: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مواعظ نعیمیہ کے ص ۶۲ میں رقم فرماتے ہیں:

اس شب کو لیلۃ القدر چند وجوہ سے کہتے ہیں۔

(۱) اس میں سالِ آئندہ کے اُمور مقرر کر کے ملائکہ کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔ قدر بمعنی تقدیر یا قدر بمعنی عزت یعنی عزت والی رات۔

(۲) اِس میں قدر والا قرآن پاک نازل ہوا۔

(۳) جو عبادت اس میں کی جائے اُس کی قدر ہے۔

(۴) قدر بمعنی تنگی یعنی ملائکہ اِس رات میں اس قدر آتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔

ان وجوہ سے اسے شب قدر یعنی قدر والی رات کہتے ہیں۔ مفتی محمد خان قادری اپنے رسالہ (مطبوعہ عالمی دعوتِ اسلامیہ فصیح روڈ اسلامیہ پاک لاہور) ''شب قدر اور اس کی فضیلت'' کے صفحہ نمبر ۴ میں ''شب قدر'' کا معنی و مفہوم کے تحت لکھتے ہیں:

(۱) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہی کہ قدر کا معنی ''مرتبہ'' کے ہیں' چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سال کی تقدیر و فیصلے کا قلمدان فرشتوں کو سونپا جاتا ہے' اس وجہ سے یہ لیلۃ القدر کہلاتی ہے۔

(۳) اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب قابل قدر اُمت کیلئے صاحبِ قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورت میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے۔

(۴) قدر کا معنی تنگی کا بھی آتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اسے قدر والی رات کہتے

کی وجہ یہ ہے کہ اِس رات آسمان سے فرشِ زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (الخازن۔ ۴:۳۹۵)

(۵) امام ابوبکر الوراق رحمۃ اللہ علیہ قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحبِ قدر بنا دیتی ہے' اگرچہ وہ پہلے اس لائق نہیں ہوتا۔ (القرطبی، ۲۰، ۱۳۱)

سوال: شبِ قدر میں پڑھی جانے والی مخصوص دعا کون سی ہے؟

جواب: مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی دوسری فصل میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تعلیم فرمائیں کہ اگر مجھے شبِ قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کروں؟" آپ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

پڑھو۔ (احمد، ابن ماجہ اور صاحب ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

سوال: شبِ قدر میں فرشتے زمین پر کیوں نازل ہوتے ہیں؟

جواب: شب قدر میں فرشتے زمین پر اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ ہر اس شخص کیلئے دعاءِ مغفرت کریں جو کسی بھی حالت میں اللہ عزوجل کو یاد کر رہا ہو' جیسا کہ حدیث شریف سے واضح ہے۔

مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی تیسری فصل میں ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جناب جبرائیل ملائکہ کے جلو میں آتے ہیں اور ہر اس بندے کیلئے

بخشش کی دُعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ کی عبادت میں ہوتا ہے اور جب بندوں کی عید یا افطار کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے فخر و ناز سے فرماتا ہے:

''اے فرشتو! اس مزدور کیلئے کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرتا ہے؟'' تو فرشتے عرض کرتے ہیں ''اے رب کریم! اس کا صلہ پوری مزدوری ہے جو اس کو ادا کی جائے''۔ تب رب کریم فرماتا ہے کہ میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے اوپر لازم عمل (فریضہ) کو پورا کر لیا اور اب وہ مجھے پکارتے اور دعا کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں، میرے عزت و جلال، کرم اور علوِ مرتبت کی قسم میں ان کی دعا قبول کروں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، واپس ہو جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیا ہے، تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس بات کو نقل کرتے ہوئے نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب یہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے گناہ بخشے جا چکے ہوتے ہیں۔ (شعب الایمان)

سوال: زمین پر نازل ہونے کے بعد فرشتوں کے مبارک معمولات کیا ہوتے ہیں؟

جواب: زمین پر نازل ہونے کے بعد فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں، ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، سلام و مصافحہ کرتے ہیں، شفاعت کرتے ہیں، خانہ کعبہ کا طواف اور اسی طرح کے دوسرے اُمور انجام دیتے ہیں۔

❖ مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی تیسری فصل میں ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ	حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لیلۃ القدر
الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ	ہوتی ہے تو جناب جبریل ملائکہ کے جلو میں

كُبْكُبَةٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَآئِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَّذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

آتے ہیں اور ہر اُس بندے کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ کی عبادت میں ہوتا ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان جلد ۳، ص ۳۴۳)

☆ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے اُس شب میں عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (فضائل الاوقات للبیہقی ص ۲۵۱)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ شب قدر میں عبادت کرنے والوں سے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے سلام و مصافحہ کرتے ہیں تو اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل خشیت الٰہی سے لرزنے لگتا ہے اور اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۵۳۵)

☆ حضرت یحییٰ بن ابی میسرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"میں نے ۲۷ ویں شب میں خانہ کعبہ کا طواف کیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے فضا میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں"۔ (شعب الایمان للبیہقی جلد ۳، ص ۳۳۲)

☆ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"فرشتے اس رات کو اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ ہم پر سلام پہنچائیں اور ہماری شفاعت کریں، سو جس کو ان کا سلام پہنچے گا اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں"

(تفسیر کبیر جلد ۱۱، ص ۲۳۳، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۵ھ)

☆ حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری "تفسیر الحسنات" جلد ہفتم نمبر ۴۶۹ میں لکھتے ہیں:

غنیۃ الطالبین جو قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کتاب ہے، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ جبریل علیہ السلام کو زمین پر اُترنے کا حکم فرماتے ہیں تو وہ اپنے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ کے ساکنوں (فرشتوں) کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں جن کی تعداد ستر ہزار ہوتی ہے جن کے پاس نور کے جھنڈے ہوتے ہیں پھر جب وہ زمین پر اُتر پڑتے ہیں تو جبریل علیہ السلام اپنے جھنڈے اور فرشتے (علیہم السلام) اپنے اپنے جھنڈوں کو چار مقامات پر نصب کرتے ہیں، کعبہ کے قریب، روضۃ النبی ﷺ کے پاس، مسجد بیت المقدس اور مسجد طور سیناء کے نزدیک پھر جبرائیل علیہ السلام ان فرشتوں سے کہتے ہیں پھیل جاؤ تو وہ پھیل جاتے ہیں اور کوئی گھر، کوئی پتھر، کوئی مکان اور کوئی کشتی باقی نہیں رہتی کہ اس میں مومن مرد یا عورت ہو کہ اس میں ملائکہ علیہم السلام داخل نہ ہوں۔ سوائے اس گھر کے جس میں کتا یا خنزیر یا شراب یا فعل حرام کا مرتکب جنبی یا بتوں کی تصاویر و مجسمے وغیرہ ہوں یعنی ان میں داخل نہیں ہوتے۔ تو وہ اللہ عزوجل کی تسبیح کہتے ہیں، اس کی پاکی بولتے ہیں اور تہلیل کہتے ہیں (لا الہ الا اللہ) کا ذکر کرتے ہیں اور اُمت محمد ﷺ کے لئے بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ صبح چمکتی ہے پھر وہ آسمانوں کی طرف چڑھ جاتے ہیں تو آسمان دنیا کے رہنے والے ان کا استقبال کرتے ہیں تو وہ ان فرشتوں سے کہتے ہیں کہ تم کہاں سے آ رہے ہو تو وہ کہتے ہیں ہم دنیا میں تھے کیونکہ اُمت محمد ﷺ کیلئے وہ رات یعنی لیلۃ القدر تھی تو وہ ساکنان آسمان دنیا کہتے ہیں تو اللہ کریم نے اُمت محمدیہ کی حوائج اور ضرورتوں کے ساتھ کیسا فرمایا تو جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ نے ان کے نیکوکاروں کو بخش دیا اور ان کے گنہگاروں کے بارے میں ان کی سفارش قبول کر لی تو آسمان دنیا کے فرشتے بلند آوازوں سے جہانوں کے پروردگار کی تسبیح و تقدیس اور

تعریف کرتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے اس اُمت کیلئے عطا فرمایا۔ اور یونہی سارے آسمانوں اور اہل جنت بھی دعا فرماتے ہیں اور عرش بھی یونہی فرماتا ہے پھر حق سبحانہ وتعالیٰ اس امر کی تصدیق فرماتا ہے کہ میرے نزدیک اُمت محمدیہ کیلئے بڑی رحمت وکرامت ہے اور وہ انعام ہیں جنہیں نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گزرا۔

نوٹ: فرشتے پانچ گھروں میں نہیں جاتے۔

(۱) جس گھر میں کتا ہو۔
(۲) جس میں خنزیر ہو۔
(۳) جس گھر میں شراب ہو۔
(۴) جس گھر میں جنبی ہو۔
(۵) جس گھر میں تصویر ہو۔

سوال: کیا شبِ قدر جیسی رات کسی اور اُمت کو بھی ملی ہے؟ اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کو شب قدر ملنے کا سبب کیا ہے؟

جواب: کسی اور اُمت کو شبِ قدر جیسی رات عطا نہیں کی گئی یہ صرف اور صرف اُمت محمدیہ کا خاصہ ہے جیسا کہ حدیث شریف سے واضح ہے۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو لیلۃ القدر عطا کی ہے اور اس سے پہلی اُمتوں کو عطا نہیں کی۔

(الدر المنثور جلد ۸، ص ۵۲۲، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ)

شبِ قدر اُمت محمدیہ کو ملنے کے متعلق ایک روایت حضرت شمعون کی ملتی

ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو مکاشفۃ القلوب میں یوں رقم کیا ہے:

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص جس کا نام شمعون تھا' اس نے کامل ایک ہزار ماہ دشمنوں سے جہاد کیا اور کبھی بھی اس کے گھوڑے کا نمدہ (پسینہ سے) خشک نہ ہوا' اسے اللہ تعالیٰ نے جو قوت اور دلیری عطا فرمائی تھی اُس کے بل بوتے پر اُس نے دشمنوں کو مغلوب کیا تا آنکہ ان کے دل بہت تنگ ہوئے اور انہوں نے اس کی عورت کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ اس بات کے ضامن ہیں کہ وہ عورت کو سونے سے بھرا ہوا تھال پیش کریں گے اگر وہ اپنے شوہر کو قید کر لے تا کہ وہ اس مردِ مجاہد کو اپنے تیار کردہ مکان میں قید کر دیں اور سب لوگ راحت و سکون پائیں' چنانچہ جب وہ سو گیا تو عورت نے اسے کھجور کے چھال سے بٹے ہوئے مضبوط رسوں سے باندھ دیا جب وہ بیدار ہوا تو اس نے اپنے جسم کو حرکت دی جس سے اُس نے رسیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس نے عورت سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ عورت بولی کہ میں تمہاری قوت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی۔

جب کافروں کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے عورت کی طرف ایک موٹی زنجیر بھیجی۔

عورت نے رات کو اُسے پھر باندھ دیا اور اس مردِ مجاہد نے پہلے کی طرح اُسے بھی توڑ دیا۔

تب ابلیس کافروں کے پاس آیا اور انہیں یہ بات سمجھائی کہ وہ عورت سے کہیں کہ وہ مرد ہی سے پوچھے کہ ایسی کون سی چیز ہے جس کے توڑنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا؟

چنانچہ انہوں نے عورت کی طرف آدمی بھیجا اور اسے یہی کہلا بھیجا۔ چنانچہ اس عورت نے جب یہ سوال کیا تو اس مردِ مجاہد نے کہا کہ میرے گیسو۔ اس کے اٹھارہ طویل گیسو تھے جو زمین پر گھسٹتے رہتے تھے۔ جب وہ سو گیا تو عورت نے چار گیسوؤں سے اس کے پاؤں اور چار سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے۔

پھر کافر آ گئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے اپنی قربان گاہ کی طرف لے گئے وہ چار سو ہاتھ بلند تھی مگر اتنی بلندی اور فراخی کے باوجود اس میں صرف ایک ستون تھا۔ کافروں نے اس کے کان اور ہونٹ کاٹ دیئے اور وہ تمام وہیں جمع تھے۔

تب اس مرد مجاہد نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا کہ اسے ان بندھنوں کو توڑنے کی قوت بخش اور ان کافروں پر یہ ستون مع سقف کے گرا دے اور اسے ان کے چنگل سے نجات دے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت بخشی۔ وہ ہلا تو اس کے تمام بندھن ٹوٹ گئے۔

تب اس نے ستون ہلایا جس کی وجہ سے چھت کافروں پر آ گری اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور اسے نجات بخشی، جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم بھی اس جیسا ثواب پا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں پھر آپ نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا کی۔

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر عزیزی میں سورۃ القدر کے تحت یہ وجہ بھی بیان کی ہے۔

آنحضرت ﷺ کو ایک روز ان کی اُمت کی عمریں دکھائی گئیں تو ان میں سے اکثر ساٹھ اور ستر برس کے درمیان تھیں۔ آنحضرت ﷺ غمگین ہوئے کہ اتنی سی عمر میں میری اُمت کیا کام کرے گی، اور ان سے کیا ہو سکے گا، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز اگلی اُمتوں والے بڑی بڑی عمروں کا ثواب پاویں اور میری اُمت تھوڑی عبادت کے واسطے شرمندہ ہو، حق تعالیٰ نے آپ کی خاطرِ مبارک کی تسلی کے واسطے یہ سورہ نازل فرمائی۔

سوال: شبِ قدر میں اللہ عزوجل کی طرف سے کیا کیا نوازشات ہوتی ہیں؟

جواب: اس رات اللہ عزوجل زمین و آسمان، نباتات وحیوانات، الغرض ہر عالم کی مخلوق پر بے حد و انتہا نوازسات فرماتا ہے۔ اللہ عزوجل کی ان نوازشات کو بیان کرنا ممکن نہیں۔

چند ایک واقعات سے اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

سمندر کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے:

حضرت سیدنا عبید ابن عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں ایک رات بحیرۂ قلزم کے کنارے پر تھا اور اُسی کھاری پانی سے وضو کرنے لگا، جب میں نے وہ پانی چکھا تو وہ شہد سے بھی زیادہ میٹھا معلوم ہوا، مجھے بیحد تعجب ہوا، میں نے جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا:

”اے عبید! وہ لیلۃ القدر ہوگی“۔

مزید فرمایا ”جس شخص نے یہ رات اللہ عزوجل کی یاد میں گزاری اُس نے گویا ہزار ماہ سے بھی زیادہ عرصہ عبادت کی اور اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا“۔

(تذکرۃ الواعظین ص ۶۲۶)

آب و ہوا معتدل ہوتی ہے:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ وہ مبارک شب کھلی ہوئی، روشن اور بالکل صاف و شفاف ہوتی ہے۔ اس میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ زیادہ سردی، بلکہ یہ رات معتدل ہوتی ہے، گویا کہ اس میں چاند کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اس رات کے گزرنے کے بعد جو صبح آتی ہے

اُس میں سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے اور وہ ایسا ہوتا ہے گویا کہ چودھویں کا چاند۔

فرشتوں پر نوازشات:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے شبِ قدر کی فضیلت و برکت اہلِ زمین کیلئے رکھی جو یہاں رب تعالیٰ کی عبادت کریں، چنانچہ فرشتے اس لئے زمین پر آتے ہیں تاکہ وہ بھی یہاں آ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شبِ قدر کے کثیر اجر وثواب کے مستحق ہو جائیں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص مکہ مکرمہ اس نیت سے جائے کہ وہاں عبادت کا اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے، اسی طرح فرشتے شبِ قدر میں زمین پر اُترتے ہیں"۔

سوال: شبِ قدر کا وقت کہاں سے کہاں تک ہے؟

جواب: شبِ قدر کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر طلوعِ فجر تک ہوتا ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور طاق راتیں مختلف دنوں میں آتی ہیں، لہٰذا اس رات یا اس کے وقت کو کس طرح مخصوص کیا جا سکتا ہے کیونکہ مختلف ممالک میں وقت کا بھی اختلاف ہے۔

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تفسیر "تبیان القرآن" کی جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۶ میں لکھتے ہیں:

ہمارے ملک میں جس تاریخ کو شب قدر ہوتی ہے، سعودی عرب میں ان سے ایک دن یا دو دن پہلے شب قدر ہوتی ہے، میرا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ملک کے رہنے والوں کو ان کے حساب سے شب قدر کی عبادت کا اجر عطا فرمائے گا۔

ابن المسیب نے کہا: جس شخص نے لیلۃ القدر میں مغرب اور عشاء کی نماز

جماعت کے ساتھ پڑھی' اس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ پالیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۸۶۹۴، دار الکتب العلمیہ' بیروت)

سوال: کیا شبِ قدر تمام دُنیا میں ایک ہی رات ہوتی ہے؟

جواب: ہر ملک اور علاقے کے لوگوں کیلئے چونکہ شرعی حکم یہی ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھیں اور چاند دیکھ کر افطار کریں' عید کا چاند نظر آئے تو عید کریں۔

ہر ملک کے طلوع وغروب کے اوقات قدرتی طور پر ایک جیسے نہیں' لہٰذا ہر ملک کیلئے ان کا حکم علیحدہ ہے۔

اسی طرح شب قدر ہر ملک اور علاقے کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کے غروب آفتاب سے لے کر طلوعِ فجر تک ہے' جس طرح ہر ملک اور علاقے کے سحری اور افطار میں فرق ہے اسی طرح روزوں کے آغاز اور اختتام کا فرق ہے اور آخر میں عید کے دن کا بھی فرق ہے لیکن ہر ایک کیلئے حکم یہی ہے کہ چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کریں اور عید کا چاند نظر آئے تو عید کریں اور اپنے اپنے علاقے اور ملک کے مطابق سحری وافطار کریں۔

جب شریعت نے حکم ہر علاقے اور ملک کا علیحدہ علیحدہ کیا ہے تو شب قدر بھی ہر ملک اور علاقے کے لحاظ سے مختلف اوقات کے مطابق ہوگی۔

سوال: شبِ قدر کی خصوصیات بیان کریں۔

جواب علماء کرام نے شب قدر کی بہت سی خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند ایک بیان کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم کے صفحہ نمبر ۶۲۲ میں لکھتے ہیں

اس رات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ بڑی سرگرمی سے اس رات کی تلاش کرے، غفلت اور کاہلی سے کام نہ لے۔ ذوق وشوق سے رمضان کے آخری عشرہ کی پانچ طاق راتوں کو بیدار رہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے گزار دے، جب دعا مانگے تو ایسی جامع دعا مانگے کہ پھر کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ لیلۃ القدر نصیب ہو تو کیا دعا مانگوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

اے اللہ تعالیٰ! تو بہت درگزر فرمانے والا ہے، تو درگزر کو بہت پسند کرتا ہے، میرے گناہوں سے بھی درگزر فرمادے۔

اس رات کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی بھی پیش نظر رہے:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(بخاری کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر)

یعنی جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور حصولِ ثواب کیلئے قیام کرتا ہے اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

☆ اس رات کی خصوصیات میں سے ہے کہ یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے، حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ''روح البیان'' کی جلد نمبر ۱۰ کے صفحہ نمبر ۴۸۰ میں لکھتے ہیں:

''یہ رات سلامتی والی رات ہے یعنی اس میں بہت سی چیزوں سے سلامتی ہے۔ اس رات میں بیماری، شر اور آفات سے سلامتی ہے، اسی طرح آندھی، بجلی وغیرہ ایسی باتیں جن سے ڈر، خوف پیدا ہوتا ہو اُن سے بھی سلامتی ہے، بلکہ اس رات میں جو

کچھ نازل ہوتا ہے وہ سلامتی، نفع اور خیر پر مشتمل ہوتا ہے اور نہ ہی اس رات میں شیطان برائی کروانے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ ہی جادوگر کا جادو اس میں چلتا ہے، بس اس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

☆ شبِ قدر کی خصوصیات میں سے ہے کہ اللہ عزوجل ساری رات اپنے بندوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے جس سے ان کو قرب خاص حاصل ہوتا ہے۔

☆ شبِ قدر کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ فرشتوں کی پیدائش اسی رات میں ہوئی۔

☆ شبِ قدر کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ بہشتوں کا آراستہ کرنا بھی اسی شب کو ہے۔

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شب قدر کی خصوصیات میں سے لکھتے ہیں کہ آسمان سے اس رات فرشتے اُترتے ہیں اور علیین سے روحیں نازل ہوتی ہیں تاکہ باکمال انسانوں کے ساتھ ملاقات کریں اور ان کے اعمال کے انوار سے روشنی حاصل کریں اور اپنے محبوب اور معبود کی محبت کا جو جذبہ ان کے سینوں میں جوش مار رہا ہے اُس کی لذت سے بہرہ ور ہوں۔

سوال: شبِ قدر کی عظمت وشان بیان کریں؟ یہ عظمت وشان کیونکر ہے؟ ذرا تفصیل سے لکھیں۔

جواب: شبِ قدر کی عظمت وشان کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) شبِ قدر میں قرآن مجید کا آسمان دنیا کی طرف نازل ہونا۔

(۲) شبِ قدر میں عبادت کرنا ہزار مہینوں سے بہتر ہونا۔

(۳) اس رات میں فرشتوں اور حضرت جبرائیل کا نازل ہونا۔

(۴) اس رات میں طلوعِ فجر تک ہر طرح سے سلامتی کا نزول ہونا۔

مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب تفسیر تبیان القرآن جلد ۱۲ صفحہ ۸۹۰ میں لکھتے ہیں۔

اس رات میں جو فضیلت رکھی گئی ہے، ہم کو معلوم نہیں کہ وہ اس رات میں عبادت کی وجہ سے فضیلت ہے یا اس رات میں فرشتوں کے نزول کی وجہ سے فضیلت ہے، یا اس رات میں طلوعِ فجر تک سلامتی کے نزول کی وجہ سے فضیلت ہے یا اس رات میں قرآن مجید کے نزول کی ابتداء کی وجہ سے فضیلت ہے یا فی نفسہٖ اس رات میں فضیلت رکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات وعبادت کرنے کی فضیلت رکھی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا دوسری جگہ ایک لاکھ نمازیں پڑھنے کے برابر ہے اور میری مسجد، مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا، دوسری جگہ سوا مسجد حرام کے ایک ہزار نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔ (سنن ابن رقم الحدیث ۱۴۰۶)

ان مقامات اور جگہوں کو عبادات کیلئے خاص کر لیا گیا اور ان مقامات پر عبادات کرنے کے ثواب کو بڑھا دیا گیا، اسی طرح بعض اوقات کو بھی عبادات کیلئے خاص کر لیا گیا اور ان اوقات میں عبادات کے اجر وثواب کو بڑھا دیا گیا، جیسے رمضان کے مہینہ میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ہے اور فرائض کے ثواب کو ستر درجہ بڑھا دیا گیا، اسی طرح لیلۃ القدر کی عبادت کو ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ کر دیا گیا۔

اب ہم ان وجوہات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں جن کی وجہ سے اس رات کو یہ عظمت وشان حاصل ہوئی۔

شبِ قدر میں قرآنِ مجید کا آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہونا:

شارح بخاری و مسلم، مفسرِ قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر تبیان القرآن جلد۱۲، صفحہ ۸۸۹، ۸۹۰ میں

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے' کی شرح میں لکھتے ہیں:

القدر: میں ''انزلناہ'' کی ضمیر منصوب قرآن مجید کی طرف راجع ہے' ہر چند کہ اس سورت میں اس سے پہلے قرآن مجید کا ذکر نہیں ہے' کیونکہ قرآن مجید کا معنی ہر پڑھنے والے کو معلوم ہے اور اس کا ذکر اس کے ذہن میں مرتکز ہے' درج ذیل آیات میں قرآن مجید کے نزول کا ذکر ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کو نازل کیا گیا۔

حٰمٓ ○ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكًا (الدخان ۱ تا ۳)

حامیم ○ کتاب مبین کی قسم ○ ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔

اس آیت میں ''لیلۃ مبارکۃ'' سے مراد ''لیلۃ القدر'' ہے۔ شعبی نے کہا: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو نازل کرنے کی ابتداء ''لیلۃ القدر'' میں کی ہے' ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پورے قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف بیت العزۃ میں نازل کیا' پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نبی کریم ﷺ پر نازل کرتے رہے اور یہ مدت تئیس (۲۳) سال ہے۔

الماوردی نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن مجید رمضان کے مہینہ میں لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ میں اللہ کی طرف سے آسمانِ دنیا میں مکمل نازل ہوا' پھر مکرم فرشتوں نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے بیس راتوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پر نازل کیا' پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تھوڑا تھوڑا کر کے بیس سال میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور حضرت جبریل مختلف مہینوں اور مختلف ایام میں حسب ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے تھے۔ (النکت والعیون جلد ۶، ص ۳۱۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ابن العربی نے کہا: یہ قول باطل ہے' حضرت جبرائیل علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی فرشتے کا واسطہ نہیں ہے' اور نہ حضرت جبریل اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی واسطہ ہے۔ (احکام القرآن جلد ۴، ص ۳۲۸، دارالکتب العلمیہ' بیروت ۱۴۰۸ھ)

صحیح بات یہ ہے کہ قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف مکمل نازل ہوا' پھر امر اور نہی اور حلال اور حرام' اور مواعظ اور قصص اور لوگوں کے سوالات کے جوابات میں حسب ضرورت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس (۲۳) سال تک تھوڑا تھوڑا کر کے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے نازل ہوتا رہا۔

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پورا قرآن ساتویں آسمان سے آسمانِ دنیا کی طرف رمضان میں نازل ہوا' پھر اللہ تعالیٰ جس چیز کو نازل فرمانا چاہتا' نازل فرما دیتا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶، ص ۱۴۴، رقم الحدیث ۳۰۱۷۸، دارالکتب العلمیہ' بیروت ۱۴۱۶ھ)

ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ آسمانی کتابیں چوبیس رمضان کو نازل ہوئی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۰۱۸۰)

ابو العالیہ ابو الجلد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے یکم رمضان المبارک کی شب میں نازل ہوئے اور زبور چھ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۰۱۸۲)

ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ تورات اس دن نازل ہوئی جب رمضان میں چھ دن رہتے تھے اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۰۱۷۹)

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری تفسیر حسنات جلد ہفتم صفحہ ۴۹۲ میں لکھتے ہیں:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اُتارا۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ بے شک ہم نے اسے اتارا۔

الضمیر عند الجمھور للقرآن

جمہور علماء مفسرین کے نزدیک اَنْزَلْنٰهُ کی ضمیر قرآن حکیم کی طرف راجع ہے اور ضمیر غائب قرآن کی عظمت شان کے اظہار کیلئے اور نزول کی نسبت نازل کرنے والے یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت کو ظاہر کر رہی ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۶۱۹ میں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ کے تحت لکھتے ہیں:

اگر چہ یہاں قرآن مجید کا صراحةً ذکر نہیں لیکن انزلناہ کی ضمیر مفعول کا مرجع بالاتفاق قرآن مجید ہی ہے۔ فرمایا قرآن کسی فرشتے یا کسی انسان کا کلام نہیں، نہ ان میں سے کسی ایک فرد یا مجمع علمی کی تصنیف ہے۔ اس کو اُتارنے والے ہم ہیں، یہ ہمارا کلام

ہے۔ اس میں کسی غیر کے اختراع کا کوئی وجود نہیں اور ہم نے اس کو اس رات میں اُتارا ہے جو قدر و منزلت کے اعتبار سے بے مثل رات ہے، یا اس رات میں اُتارا جو تقدیر ساز ہے، جس کی برکت سے صرف اہلِ مکہ اور ساکنانِ حجاز کے مقدر کا ستارہ ہی طلوع نہیں ہوا بلکہ ساری انسانیت کا بختِ خفتہ بیدار ہو گیا۔ اس رات میں ایسی کتاب نازل ہوئی جس میں بنی نوعِ انسان کو اپنی پہچان اور اپنے خالق کا عرفان عطا فرمایا۔

امام زہری فرماتے ہیں: سمیت بها للعظمة والشرف ...... لان العمل فيه يكون ذا قدر عند الله (مظہری) علامہ قرطبی نے اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ بیان کی ہے۔ قيل سميت بذالك لانه انزل فيها كتاباً ذا قدر على رسول ذي قدر على أمة ذات قدر۔ یعنی اسے شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب، بڑی قدر و منزلت والے رسول پر اور بڑی قدر و منزلت والی اُمت کیلئے نازل فرمائی۔ اس کی شانِ نزول یہ بیان کی گئی کہ حضور ﷺ نے اپنی امت کی عمروں کو مختصر پایا اور خیال ہوا کہ وہ مختصر عمر میں اتنے اعمالِ صالحہ نہ کر سکیں گے جتنے پہلی اُمتوں نے اپنی طویل عمروں میں کیے ہیں۔ فاعطاه الله ليلة القدر خير من الف شهر۔ (مظہری) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔

شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے:

مفسرِ قرآن حضرت مولانا ابو الحسنات ''تفسیر الحسنات'' کی جلد ہفتم کے صفحہ نمبر ۴۹۵ میں خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ ہزار مہینوں سے بہتر کے تحت لکھتے ہیں:

اى باعتبار العبادة عند الاكثرين على معنى ان العبادة فيها خير من العبادة فى الف شهر ولا يعلم مقدار خيريتها منها الا هو سبحانه و تعالىٰ

یعنی عبادت کے اعتبار سے جیسا کہ اکثر علماء کا قول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں عبادت دوسرے ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور اس کی بہتری کی مقدار کا اس سے اندازہ یا علم نہیں ہو سکتا مگر ایسا اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ عبادات کس مرتبہ وفضیلت کی ہیں اور ان کی عظمتِ خیر کا کیا درجہ ہے۔

تفسیر قرطبی جلد ۲۰، پارہ ۳۰ کے صفحہ نمبر ۱۲۲ میں ہے:

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک سیرت بادشاہ تھا۔ اللہ عزوجل نے اُس زمانے کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں سے کہو کہ اپنی تمنا بیان کرے۔ جب اس کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی: ”اے میرے رب عزوجل! میری تمنا ہے کہ میں اپنے مال، اولاد اور جان کے ساتھ جہاد کروں“۔

اللہ عزوجل نے اسے ایک ہزار لڑکے عطا فرمائے۔ وہ اپنے ایک ایک شہزادے کو اپنے مال کے ساتھ لشکر کیلئے تیار کیا کرتا اور پھر اسے اللہ عزوجل کی راہ میں مجاہد بنا کر بھیج دیتا۔ وہ ایک ماہ جہاد کرتا اور شہید ہو جاتا۔

پھر دوسرے شہزادے کو لشکر میں تیار کرتا تو اس طرح ہر ماہ ایک شہزادہ شہید ہو جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ رات کو قیام کرتا اور دن کو روزہ رکھا کرتا۔ ایک ہزار مہینوں میں اس کے ہزار شہزادے شہید ہو گئے۔

پھر اس نے خود آگے بڑھ کر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس بادشاہ کا مرتبہ کوئی شخص نہیں پا سکتا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی اس بادشاہ کے ہزار مہینوں سے جو کہ اس نے رات کے قیام دن کے روزوں اور مال، جان اور اولاد کے ساتھ راہ خدا عزوجل میں جہاد کر کے گزارے۔

شبِ قدر میں حضرت جبرائیل اور فرشتوں کا نزول:

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی نے اپنی عالمی شہرت یافتہ تفسیر تبیان القرآن جلد ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۶ تا ۸۹۹ میں فرشتوں کے نزول اور اس نزول کی حکمتوں پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے' میں وہ تمام یہاں نقل کر رہا ہوں:

فرشتوں کے نزول کی تفصیل:

امام عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس ابن ابی حاتم رازی متوفی ۳۲۷ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

کعب بیان کرتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اس کنارے پر ہے' جو جنت کے قریب ہے۔ پس اس کے نیچے دنیا ہے اور اس کے اوپر جنت ہے اور جنت کرسی کے نیچے ہے' اس میں فرشتے ہیں جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور سدرہ کی ہر شاخ پر فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کا مقام اس کے وسط میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لیلۃ قلدر میں حضرت جبرائیل کو ندا کرتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتوں کے ساتھ زمین پر نازل ہوں' اور ان میں سے ہر فرشتے کو مومنین کیلئے شفقت اور رحمت دی جاتی ہے پھر وہ غروب آفتاب کے وقت حضرت جبریل کے ساتھ زمین پر نازل ہوتے ہیں' پھر زمین کے ہر حصہ میں فرشتے سجدہ اور قیام میں مومنین اور مومنات کے لئے دعا کرتے ہیں' سوا ان مقامات کے جہاں یہودیوں اور عیسائیوں کا معبد ہو یا آتش کدہ ہو یا بت خانہ ہو یا کچرا کنڈی ہو یا جس گھر میں کوئی نشہ کرنے والا ہو یا جس گھر میں گھنٹی ہو یا بیت الخلاء ہو' ان جگہوں کے علاوہ ہر جگہ فرشتے تمام رات مومنوں کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں اور حضرت جبریل ہر مومن سے مصافحہ

ہوتے ہیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت ہر مومن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کا دل بہت نرم ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس وقت حضرت جبریل اس سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم جلد ۱۰، ص ۳۴۵۳۔ رقم الحدیث ۱۹۴۲۸، مکتبہ نزار مصطفیٰ، مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ)

لیلۃ القدر میں فرشتوں کا زمین پر نازل ہونا:

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اس رات میں فرشتے نازل ہوتے ہیں، اس آیت کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ تمام فرشتے نازل ہوتے ہیں، بعض مفسرین نے کہا وہ آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں لیکن اکثر مفسرین کا مختار یہ ہے کہ وہ زمین پر نازل ہوتے ہیں کیونکہ بہت احادیث میں یہ وارد ہے کہ تمام ایام میں فرشتے مجالس ذکر میں حاضر ہوتے ہیں، پس جب عام ایام میں فرشتے زمین پر نازل ہوتے ہیں تو اس عظیم الشان رات میں تو فرشتے بطریق اولیٰ زمین پر نازل ہوں گے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ فرشتے کس لئے زمین پر نازل ہوتے ہیں، اور اس میں حسب ذیل اقوال ہیں:

(۱) بعض نے کہا: فرشتے اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ بشر کی عبادت اور اطاعت میں اس کی کوشش کو دیکھیں۔

(۲) فرشتوں نے کہا تھا:

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ (مریم: ۶۴) ہم صرف آپ کے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس رات اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر نازل ہونے کا حکم دیتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں اہل جنت کے پاس فرشتے نازل ہوں گے۔

يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۔(الرعد:۲۴،۲۳)

فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آئیں گے ۝ اور کہیں گے تم پر سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں فرشتوں کو نازل ہونے کا حکم دے کر یہ ظاہر فرمایا کہ آخرت کی عزت افزائی تو الگ رہی، اگر تم دنیا میں بھی میری عبادت میں مشغول رہو گے تو یہاں بھی اس رات کے فرشتے تمہاری زیارت کیلئے آئیں گے۔ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرشتے اس رات کو اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ ہم پر سلام پڑھیں اور ہماری شفاعت کریں، سو جس کو ان کا سلام پہنچے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۱، صفحہ ۲۳۳، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۵ھ)

روح کے مصداق میں اقوالِ مفسرین:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں، روح کے متعلق حسب ذیل اقوال امام رازی نے ذکر کیے ہیں۔

(۱) روح بہت بڑا فرشتہ ہے، وہ اتنا بڑا ہے کہ تمام آسمان اور زمینیں اس کے سامنے ایک لقمہ کی طرح ہیں۔

(۲) روح سے مراد مخصوص فرشتوں کی ایک جماعت ہے، جس کو عام فرشتے صرف لیلۃ القدر کو ہی دیکھ سکتے ہیں۔

(۳) وہ اللہ کی ایک خاص مخلوق ہے، جو نہ فرشتوں کی جنس سے ہے، نہ انسانوں کی جنس سے ہے، ہوسکتا ہے وہ اہل جنت کے خادم ہوں۔

(۴) اس سے مراد خاص رحمت ہے' کیونکہ رحمت کو بھی روح فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف ۸۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

(۵) اس سے مراد بہت بزرگ اور مکرم فرشتہ ہے۔

(۶) ابونجیح نے کہا: اس سے مراد کراماً کاتبین ہیں' جو مومن کے نیک کام لکھتے ہیں اور بُرے کاموں کے ترک کرنے کو لکھتے ہیں۔

(۷) زیادہ صحیح یہ ہے کہ روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں' ان کی خصوصیت کی وجہ سے ان کو عام فرشتوں سے الگ ذکر کیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۱، صفحہ ۲۳۴، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

القطب الربانی الشیخ عبدالقادر الجیلانی "غنیۃ الطالبین" میں فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیل کو حکم دیتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے ستر ہزار فرشتے لے کر زمین پر جائیں' ان کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوتے ہیں' جب وہ زمین پر اُترتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام اور باقی فرشتے چار جگہوں پر اپنے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں' کعبہ پر' سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ پر' بیت المقدس کی مسجد اور طور سیناء کی مسجد پر' پھر جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ زمین پر پھیل جاؤ' پھر فرشتے تمام زمین پر پھیل جاتے ہیں اور جس مکان یا خیمے یا پتھر پر یا کسی کشتی میں غرض جہاں بھی کوئی مسلمان مرد یا عورت ہو' وہاں فرشتے پہنچ جاتے ہیں۔ ہاں! جس گھر میں کتا یا خنزیر یا شراب ہو یا تصویروں کے مجسمے ہوں یا کوئی شخص زنا کاری سے جنبی ہو' وہاں نہیں جاتے۔ وہاں پہنچ کر فرشتے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں' کلمہ پڑھتے ہیں اور رسول اللہ

ﷺ کی اُمت کیلئے استغفار کرتے ہیں اور جب فجر ہوتی ہے تو آسمانوں پر چلے جاتے ہیں، اور جب پہلے آسمان کے فرشتوں سے ان کی ملاقات ہوتی ہے تو وہ پوچھتے ہیں: تم کہاں سے آئے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں تھے کیونکہ آج محمد ﷺ کی اُمت کی لیلۃ القدر تھی۔ آسمان دنیا کے فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آج محمد ﷺ کی حاجات کے سلسلے میں کیا کیا؟ فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان میں سے نیک لوگوں کو بخش دیا اور بدکاروں کی شفاعت قبول کر لی، پھر آسمانِ دنیا کے فرشتے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو اُمت محمدیہ کی مغفرت فرمائی ہے، اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ فرشتے دوسرے آسمان پر جاتے ہیں اور وہاں اسی طرح گفتگو ہوتی ہے، علیٰ ہذا القیاس، سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ، جنت نعیم، جنت عدن اور جنت الفردوس سے ہوتے ہوئے وہ فرشتے عرشِ الٰہی پر پہنچیں گے، وہاں عرشِ الٰہی آپ کی اُمت کی مغفرت پر شکریہ ادا کرے گا اور کہے گا: اے اللہ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ گزشتہ رات تو نے محمد ﷺ کی اُمت کے صالحین کو بخش دیا اور گنہگاروں کے حق میں نیکوکاروں کی شفاعت قبول کر لی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے عرش! تم نے سچ کہا، محمد ﷺ کی اُمت کیلئے میرے پاس بڑی عزت اور کرامت ہے اور ایسی نعمتیں ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی کے دل میں ان نعمتوں کا کبھی خیال آیا۔ (روح المعانی جز ۳۰، صفحہ ۳۵۰، ۳۴۹، دارالفکر بیروت)

فرشتوں کو زمین پر نازل کرنے کی حکمتیں:

فرشتوں کے زمین پر نزول کے بارے میں مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ زمین پر انسانوں کی عبادات کو دیکھنے کیلئے آتے ہیں۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سورت میں فرماتا ہے: تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔ فرشتے اور

جبریل امین اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بشمول حضرت جبرائیل تمام فرشتے اللہ تعالیٰ سے زمین پر آنے کی پہلے اجازت طلب کرتے ہیں' پھر اس کے بعد زمین پر اُترتے ہیں اور یہ چیز انتہائی محبت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ پہلے وہ ہماری طرف راغب اور مائل تھے اور ہم سے ملاقات کی تمنا کرتے تھے' لیکن اجازت کے منتظر تھے اور جب اللہ تعالیٰ سے اجازت مل گئی تو قطار در قطار صف باندھے زمین پر اُتر آئے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے اس قدر گناہوں کے باوجود فرشتے ہم سے ملاقات کی تمنا کیوں کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتوں کو ہمارے گناہوں کا پتا نہیں چلتا کیونکہ جب وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں تو مسلمانوں کی عبادات کو تفصیل کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جب گناہوں پر پہنچتے ہیں تو لوحِ محفوظ پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے اور اس وقت فرشتوں کی زبان سے بے اختیار یہ کلمات نکلتے ہیں: سبحان ہے وہ ذات جس نے نیکیوں کو ظاہر کیا اور گناہوں کو چھپا لیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۱، صفحہ ۲۳۵، ۲۳۴، دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اگر یہ کہا جائے کہ فرشتے خود عبادات سے مالا مال ہیں' تسبیح' تقدیس اور تہلیل کے تونگر ہیں' قیام' رکوع اور سجود کون سی عبادت ہے جو ان کی جھولی میں نہیں ہے پھر انسانوں کی وہ کون سی عبادت ہے جسے دیکھنے کے شوق میں وہ انسانوں سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زمین پر اُترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی شخص خود بھوکا رہ کر اپنا کھانا کسی اور ضرورت مند کو کھلا دے' یہ وہ نادر عبادت ہے جو فرشتوں میں نہیں ہوتی' گناہوں پر توبہ اور ندامت کے آنسو بہانا اور گڑگڑانا' اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا' اپنی طبعی نیند چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے رات کے پچھلے

پھر اُٹھنا اور خوفِ خدا سے ہچکیاں لے لے کر رونا' یہ وہ عبادت ہے جس کا فرشتوں کے ہاں کوئی تصور نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: گنہگاروں کی سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز اللہ تعالیٰ کو تسبیح اور تہلیل کی آوازوں سے زیادہ پسند ہے' اس لئے فرشتے یادِ خدا میں آنسو بہانے والی آنکھوں کے دیکھنے اور خوفِ خدا سے نکلنے والی آہوں کے سننے کیلئے زمین پر اُترتے ہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں فرشتے مسلمانوں کی زیارت کریں گے اور آکر سلام عرض کریں گے''**الملائکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم** ''فرشتے (جنت کے) ہر دوازے سے ان کے پاس آئیں گے اور آکر سلام کریں گے' اور لیلۃ القدر میں یہ ظاہر فرمایا کہ اگر تم میری عبادت میں مشغول ہو جاؤ تو آخرت تو الگ رہی دنیا میں بھی فرشتے تمہاری زیارت کو آئیں گے اور آکر دنیا میں بھی تم کو سلام کریں گے۔ امام رازی نے دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ انسان کی عادت ہے کہ وہ علماء و صالحین کے سامنے زیادہ اچھی اور زیادہ خضوع و خشوع سے عبادت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس رات فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اے انسانو! تم عبادت گزاروں کی مجلس میں زیادہ عبادت کرتے ہو' آؤ اب ملائکہ کی مجلس میں خضوع و خشوع سے عبادت کرو۔ (تفسیر کبیر جلد ۲۳۵، دار احیاء التراث العربی' بیروت)

ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے اعتراض کی صورت میں کہا تھا کہ اُسے پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے جو زمین میں فسق و فجور اور خون ریزی کرے گا؟ اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان کی اُمیدوں سے بڑھ کر اجر و ثواب کا وعدہ کیا' اس رات کے عبادت گزاروں کو زبانِ رسالت سے مغفرت کی نوید سنائی' فرشتوں کی آمد اور ان کی زیارت اور سلام کرنے کی بشارت دی'

تا کہ اس کے بندے یہ رات جاگ کر گزاریں، تھکاوٹ اور نیند کے باوجود اپنے آپ کو بستروں اور آرام سے دُور رکھیں تا کہ جب فرشتے آسمان سے اُتریں تو ان سے کہا جا سکے یہی وہ ابن آدم ہے، جس کی خونریزیوں کی تم نے خبر دی تھی، یہی وہ شر رخا کی ہے، جس کے فسق و فجور کا تم نے ذکر کیا تھا، اس کی طبیعت اور خلقت میں ہم نے رات کی نیند رکھی ہے، لیکن یہ اپنے طبعی اور خلقی تقاضوں کو چھوڑ کر ہماری رضا جوئی کیلئے یہ رات سجدوں اور قیام میں گزار رہا ہے، تم نے فسق و فجور اور خون ریزی دیکھی تھی، ہماری خاطر راتوں کو جاگ کر سجدہ کرنے والی جبینیں نہیں دیکھی تھیں، ہماری یاد کے سبب آنکھوں میں مچلنے والے آنسو نہیں دیکھے تھے، دیکھو! اللہ تعالیٰ بڑے مان سے تمہاری عبادت دکھانے کے لئے آسمان سے فرشتے اُتارتا ہے، کہیں تم یہ رات گناہوں میں گزار کر اس کا مان نہ توڑ دینا۔

فرشتوں کا سلام:

مفسرین لکھتے ہیں کہ شبِ قدر میں عبادت کرنے والے انسان کو جس وقت روح الامین آ کر سلام کرتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس پر خوفِ خدا کی ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے، یادِ خدا سے آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور خشیت الٰہی سے بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں: فرشتوں کا سلام کرنا، سلامتی کا ضامن ہے۔ سات فرشتوں نے آ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا تھا تو ان پر نمرود کی جلائی ہوئی آگ سلامتی کا باغ بن گئی تھی۔ شبِ قدر کے عابدوں پر جب اس رات لاتعداد فرشتے آ کر سلام کرتے ہیں تو کیونکر نہ یہ امید کی جائے کہ جہنم کی آگ ان پر سلامتی کا باغ بن جائے گی۔

پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۶۲۰ میں تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا (اُترتے ہیں فرشتے اور روح (القدس) اس میں) کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اذا کان لیلة القدر ینزل جبریل فی مکبکبة من الملائکة یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللّٰہ عز وجل**۔ یعنی لیلۃ القدر کو جرائیل فرشتوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ زمین پر اُترتا ہے اور ملائکہ کا یہ گروہ ہر اُس بندے کیلئے دعائے مغفرت اور التجائے رحمت کرتا ہے جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔

کتنا خوش نصیب اور بلند اقبال ہے وہ بندہ جو اس رات کو اپنے پروردگار کی یاد میں بسر کرتا ہے۔ جرائیل اور فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کرنے کیلئے آسمان سے اُتر کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی مغفرت و بخشش کیلئے دعائیں مانگتے ہیں۔

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اپنی ''تفسیر الحسنات'' جلد ہفتم کے صفحہ نمبر ۴۹۵، ۴۹۶ میں لکھتے ہیں:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ○

اس میں فرشتے اور جبریل اُترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا اس میں فرشتے اور جبریل اُترتے ہیں۔

یہ جملہ لیلۃ القدر کی دوسری فضیلت کا بیان ہے یا پھر خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ کی علت ہے۔ اور جمہور کے نزدیک الرُّوْحُ سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور یہاں ان کا ذکر بطور خاص ان کی عظمت و شرف کے اظہار کیلئے ہے اس کے ساتھ کہ وہ ذکر کے ساتھ نازل ہوتے ہیں؛ جبکہ ایک قول ہے کہ الرُّوْحُ ایک عظیم فرشتہ ہے جو زمین و آسمانوں کو نگل لے تو وہ اس کیلئے ایک لقمہ کے برابر ہو اور ''التیسیر'' میں اس کے

اوصاف کا ایسا ذکر ہے جو عقل کو حیران کرنے والا ہے (کچھ تفصیل سورت النبا میں گزر چکی) کعب اور مقاتل رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اَلرُّوْحُ فرشتوں کا ایک گروہ ہے جنہیں فرشتے بھی اس رات کے سوا نہیں دیکھتے' وہ ان زاہدوں جیسے ہیں جنہیں بجز یوم العبد اور یوم الجمعہ کے نہیں دیکھا جاتا۔ ایک قول ہے کہ اَلرُّوْحُ سے مراد فرشتوں پر نگہبان فرشتوں کا گروہ ہے جیسے ہم پر نگہبان فرشتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے جو کھاتے پہنتے ہیں مگر نہ ہی فرشتے ہیں اور نہ ہی انسانوں میں سے ہیں اور اللہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور تیرے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شاید وہ اہل جنت کے خدام ہیں۔ ایک قول ہے کہ مراد (اَلرُّوْحُ سے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو اس اُمت کے مطالعہ و مشاہدہ کیلئے اُترتے ہیں اور اس لئے بھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں۔ ایک قول ہے کہ مراد اہل ایمان کی ارواح ہیں جو اپنے اہل خانہ کی زیارت کیلئے اُترتے ہیں۔ ایک قول ہے مراد رحمت ہے جو اس رات زمین پر اُترتی ہے۔ ایک قول ہے روح کے علاوہ فرشتے جو زمین کی طرف اُترتے ہیں تاکہ مومنین کو سلام کہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر میں جبرائیل فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں تو جو شخص کھڑا یا بیٹھا ہوا ذکر خدا میں مشغول ہوتا ہے اس کے لئے دعائے رحمت فرماتے ہیں' اور ایک روایت میں ہے اسے سلام کرتے ہیں اور اس کیلئے بخشش کی دعا فرماتے ہیں۔

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ اپنے رب کے حکم سے۔

یہ فرشتوں علیہم السلام کے اُترنے سے متعلق ہے۔ ای بامرہ عزوجل یعنی جبریل اور فرشتے بحکم پروردگار اُترتے ہیں۔ یہ ان کے اُترنے کے حکم کے بارے میں

بطور تعظیم کے اظہار کیلئے ہے۔ ایک قول ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ جبریل اور فرشتے اہل زمین میں مومنین کے ساتھ کمال رغبت و محبت رکھتے ہیں اور ان کے پاس جانے کے مشتاق ہیں اور اس کی اجازت مانگتے ہیں تو اللہ کریم انہیں اجازت عطا فرماتا ہے۔ ایک قول ہے کہ جس طرح حجاج کرام زیارت مکۃ المکرّمہ کے لئے جاتے ہیں تا کہ ثواب و طاعات کی کثرت کا حصول اور شعائر اللہ کی زیارت' یقین و ادراک کو برکت و تسکین ملے یونہی فرشتے لیلۃ القدر میں زمین میں اُترتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے مومنین کیلئے زمین میں اپنی طاعات و عبادات میں مشغول ہونے کی فضیلت اس مقدس رات میں رکھی ہے اور آسمانوں میں رات ہوتی ہی نہیں تو فرشتوں کا نزول اہل ایمان کے موہبات کی زیادتی و برکت کیلئے ہے اور فرشتوں کا نزول اس خیر و برکت کے ادراک و مشاہدہ کیلئے ہے۔

مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ ہر کام کے لئے

ای من اجل کل امر تعلق بہ التقدیر فی تلک السنۃ۔ یعنی جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس سال کیلئے ہر اس کام کی غرض سے مقدر فرمایا۔

طلوعِ فجر تک سلامتی ہی سلامتی:

مفسرِ قرآن حضرت مولانا ابوالحسنات ''تفسیر الحسنات'' کی جلد ہفتم کے صفحہ ۴۹۷ میں سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

سَلٰمٌ قف وہ سلامتی ہے۔

سَلٰمٌ قف مصدر بمعنی سلامتی ہے یعنی وہ امر سلامتی ہے اور ہر خوف و پریشانی اور آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ ایک قول ہے کہ امر سے مراد ثواب و برکت ہے۔ ایک اور قول ہے کہ امر سے مراد تسکین و طمانیت قلبی ہے۔

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ ع صبح چمکنے تک۔

ھِیَ مبتدا ہے اور حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ خبر ہے اور سَلٰمٌ خبر مقدم ہے اور سَلٰمٌ کی تقدیم مفید حصر ہے تو معنی یہ ہوئے ای التسلیم کل اللیلۃ کہ لیلۃ القدر مکمل سلامتی اور بالکلیہ خیر ہی خیر ہے اور اس رات میں خرابی اور شرکو کوئی دخل نہیں یعنی یہ رات شر و خرابی سے محفوظ ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس شب میں شیطان کا کوئی حیلہ حربہ شر بپا نہیں کرسکتا اور یہ رات طلوع فجر تک سلامتی سے معمور ہے۔ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے چونکہ لیلۃ القدر سلامتی ہے لہٰذا کوئی شر مقدر ہی نہیں ہوتا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: الدعاء فی تلك اللیلة احب من الصلوٰة۔ اس رات میں نماز کی نسبت دعا زیادہ پسندیدہ امر ہے، پھر فرمایا تلاوت قرآن (خواہ مطلق ہو یا نوافل میں) کے بعد اگر دعا مانگے تو بہت ہی بہتر ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان راتوں میں خوب مجاہدہ فرماتے اور ترتیل کے ساتھ قرأت فرماتے اور آیاتِ رحمت پر مغفرت مانگتے۔ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

وان اتفق لیلة القدر فما اقول قال قولی اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی و یجتھد فیھا بانواع العبادات من صلوة و غیرھا۔

اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو میں کیا کہوں؟ ارشاد ہوا تم کہو: اے پروردگار! تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو محبوب رکھتا ہے پس مجھ سے درگزر فرما اور اس میں نماز وغیرہ مختلف عبادتوں میں (ذکر وغیرہ) خوب کوشش کرو۔

☆ علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی ایم اے اپنی کتاب ''نور بھری راتیں'' (مطبوعہ مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ، مصطفےٰ آباد، سرگودھا روڈ فیصل آباد) کے صفحہ نمبر ۵۷ میں ''علاماتِ شب قدر'' کے تحت لکھتے ہیں:

علاماتِ شبِ قدر:

علامہ بدرالدین عینی، ابن حجر عسقلانی، فخر الدین رازی، سید محمود آلوسی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور متعدد بزرگانِ دین نے شب قدر کی نشانیاں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: اس کی صبح بغیر شعاع کے طلوع کرے گی۔ (مسلم)

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: یہ رات معتدل ہو گی، اس رات ستارے نہ ٹوٹیں گے، یہ رات روشن اور صاف ہو گی۔

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ: اس رات سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان سے نہیں طلوع ہوتا۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: اس رات زمین پر سنگریزوں سے بھی زیادہ فرشتے ہوتے ہیں۔

(۵) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ: اس رات کوئی بیماری پیدا نہیں ہوتی۔

(۶) حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ: اس رات ہر توبہ کرنے والی کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

(۷) طبری رحمۃ اللہ علیہ: درخت اس رات سجدہ ریز ہوتے ہیں، بلکہ ہر شے جبینِ نیاز خم کرتی ہے۔

(۸) امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ: اس رات نمکین پانی میٹھے اور شیریں ہو جاتے ہیں۔

(۹) اس رات فرشتے عبادت گزاروں سے مصافحہ کرتے ہیں۔ رقتِ قلبی، بدن پر لرزہ طاری ہونا، آنسو بہنا، خوشبو آنا، یہ سب فرشتوں کے مصافحہ کی وجہ سے ہے۔

(۱۰) فرشتے اس رات عبادت گزاروں کو سلام کہتے ہیں۔

لیکن یہ سب علامات ہر ایک محسوس نہیں کرسکتا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیلۃ القدر میں ہر شے سجدہ ریز دکھائی دیتی ہے اور ہر جگہ انوار برستے ہیں

اور فرشتوں کا سلام اور کلام سنائی دیتا ہے لیکن یہ علامات بعض اکابر پر نظر کشف سے ظاہر ہوتی ہیں، ہر ایک ان کو دیکھنے کی صلاحیت سے بہرہ ور نہیں ہوتا۔

سوال: شبِ قدر کا تعین کس طرح کیا جائے؟

کیا شبِ قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے؟

جواب: حضرت مولانا ابوالحسنات ''تفسیر الحسنات'' جلد ہفتم کے صفحہ نمبر ۲۹۳، ۲۹۴ میں لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر کے تعین کے بارے میں تفصیل اقوال حسب ذیل ہے:

(۱) بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ القدر کی تلاش میں پہلے اور دوسرے عشرہ میں اعتکاف کیا' پھر فرمایا مجھے فرشتہ نے بتایا کہ لیلۃ القدر آخری عشرے میں ہے تو جسے اعتکاف کرنا ہو وہ میرے ساتھ آخری عشرے میں اعتکاف کرے کہ مجھے وہ رات دکھائی گئی اور میں نے اسے پا لیا تھا اور میں نے دیکھا کہ میں اس کی صبح پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔

(۲) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کیلئے تشریف لائے تو آپ کو دو شخص سامنے آتے ہوئے مل گئے۔ پس آپ کو شب قدر کا تعین بھلا دیا گیا۔ آپ نے فرمایا شاید اس میں تمہارے لئے بہتری ہے تو اب تم اس کو پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں تلاش کرو۔

(۳) بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے خواب دیکھا کہ شب قدر آخری سات راتوں میں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے

خوابوں کو آخری سات راتوں کے بارے میں متفق پاتا ہوں تو تم میں سے جو شب قدر کو تلاش کرے وہ انہی سات راتوں میں کرے۔

(۴) امام احمد نے حضرت ابن عمر (علیہم الرضوان) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لیلۃ القدر کو ستائیسویں رات میں تلاش کرو۔

(۵) ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر ستائیسویں شب ہے۔

(۶) بخاری و مسلم و ترمذی رحمھم اللہ نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ تم شب قدر کو آخری عشرہ رمضان کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔

(۷) ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ لیلۃ القدر کو باقی نو راتوں یا پانچ راتوں یا تین راتوں یا آخری شب میں تلاش کرو۔

(۸) بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں نو راتوں یا باقی سات راتوں میں تلاش کرو۔

(۹) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ لیلۃ القدر کو چوبیسویں رات میں تلاش کرو۔

(۱۰) امام احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قرآن آپ ﷺ پر چوبیس رمضان المبارک کو اُترا جبکہ چھ راتیں باقی تھیں۔

(۱۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور اگر کوئی ضعف و بیماری مجبور کرے تو آخری ہفتہ میں سستی نہ کرو۔

(۱۲) مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی فرمایا ہے کہ مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے شب قدر خواب میں دیکھی اور بھلایا گیا اور میں نے اس

شب خود کو پانی کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا پھر عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے تیسویں رات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز کے بعد دیکھا تو آپ کی پیشانی پر کیچڑ اور پانی کا نشان تھا اور اس شب بارش برسی تھی۔

روایات متعدد ہیں اور ان روایتوں کے نقل کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ شب قدر کا تعین کچھ اس طرح ہے:

ا: شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کے ساتھ خاص ہے جس کو تلاش کرنے کیلئے عبادات وطاعات میں مشغول ہونا ضروری ہے۔

ب: شب قدر آخری عشرہ کی کوئی طاق رات ہے۔

ج: یہ رات بدل بدل کر آتی رہتی ہے لیکن بالعموم ستائیس شب ہی ہوتی ہے کہ اس رات کے بارے میں احادیث بہت تواتر کے ساتھ ہیں۔

د: شب قدر کی تلاش علامتوں سے بھی ممکن ہے جیسا اس رات میں بارش کا برسنا اگلی صبح سورج کا روشنی کے ساتھ طلوع نہ ہونا۔ انوار کا جگمگانا، ہر چیز کا سجدہ کرتا نظر آنا وغیرہ۔ البتہ علامات کے بارے میں صلحاء اُمت کے مختلف اقوال ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ رات پُرسکون ہوتی ہے اور عبادات میں خصوصی خضوع پیدا ہوتا ہے (شاید وہ رات کی برکت سے ہے یا عبادت گزاروں کے خلوص کے تحت) اور گریہ بھی طاری ہوتا ہے اور اس بندۂ مسکین کو جب بھی یہ نعمت ملی اسی حالت کے ساتھ ملی۔ والحمد للہ ذالك وباللہ التوفیق۔ امام احمد نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لاعلمی میں لیلۃ القدر میں قیام کرے اور نماز پڑھے اور وہ رات لیلۃ القدر ہو تو اس نے لیلۃ القدر کو پالیا اور اس کی مغفرت ہوئی۔

سوال: شبِ قدر ستائیسویں رمضان المبارک میں ہونے کو ترجیح کیوں دی جاتی ہے؟

جواب: شارح بخاری و مسلم، مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی اپنی عالمگیر شہرت یافتہ تفسیر ''تبیان القرآن'' کی جلد دوازدہم کے صفحہ نمبر ۸۹۳ میں لکھتے ہیں:

رمضان کی ستائیسویں شب کے لیلۃ القدر ہونے پر دلائل:

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب سے کہا: اے ابوالمنذر! ہمیں لیلۃ القدر کے متعلق بتایئے کیونکہ حضرت ابن مسعود یہ کہتے ہیں کہ جو شخص پورا سال قیام کرے گا' وہ لیلۃ القدر کو پالے گا' حضرت ابی بن کعب نے کہا: اللہ ابو عبدالرحمٰن پر رحم فرمائے' ان کو خوب معلوم ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے لیکن انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ تم کو اس کی تعیین بتلائیں اور تم اس پر تکیہ کرلو اور اس ذات کی قسم جس نے قرآن کو سیدنا محمد ﷺ پر نازل کیا ہے۔ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے' ہم نے پوچھا: اے ابوالمنذر! آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے کہا: اس علامت سے جس کی ہم کو نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے' ہم نے اس کو یاد رکھا اور اس کا شمار کیا' ہم نے پوچھا: وہ کیا علامت ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی صبح کو سورج بغیر شعاؤں کے طلوع ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۲۰، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث ۲۱۹۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۳۶۸۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۷۸، سنن ترمذی رقم الحدیث ۷۹۳، سنن بیہقی جلد ۴، ص ۳۱۲)

حضرت ابی بن کعب' امام احمد بن حنبل اور جمہور علماء کا یہ نظریہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے' اور امام ابوحنیفہ اور بعض شافعیہ سے بھی یہی

روایت ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان شاء اللہ کہے بغیر قسم اُٹھا کر کہتے تھے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عدد طاق ہے اور طاق اعداد میں سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں اور سات آسمان بنائے' سات اعضاء پر سجدہ مشروع کیا' طواف کے سات پھیرے مقرر کئے اور ہفتہ کے سات دن بنائے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے تو پھر یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی ساتویں رات ہونی چاہیئے۔ حافظ ابن حجر اور امام رازی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ استدلال بھی نقل کیا ہے کہ لیلۃ القدر کے حرف نو ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید میں تین بار ذکر کیا گیا ہے' جن کا حاصل ضرب ستائیس ہے' اس لئے یہ رات ستائیسویں ہونی چاہیئے۔ امام رازی نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی اس سورۃ مبارکہ میں "هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ" (القدر:۵) میں "هِيَ" ضمیر لیلۃ القدر کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس سورت کا ستائیسواں کلمہ ہے' اس اشارے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔

سوال: شبِ قدر کے عدم تعین کی وجاہت بیان کریں؟ یعنی شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

جواب: مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تفسیر "تبیان القرآن" کی جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۵ میں لکھتے ہیں:

شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمتیں:

اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو اپنی حکمتوں سے مخفی رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس

عبادت سے راضی ہوتا ہے' اس کو مخفی رکھا تا کہ بندہ تمام عبادات میں کوشش کرے' کس گناہ سے ناراض ہوتا ہے' اس کو مخفی رکھا تا کہ بندہ ہر گناہ سے باز رہے۔ ولی کی کوئی علامت مقرر نہیں کی اور اسے لوگوں کے درمیان مخفی رکھا تا کہ لوگ ولی کے شائبہ میں ہر انسان کی تعظیم کریں۔ قبولیت توبہ کو مخفی رکھا تا کہ بندے مسلسل توبہ کرتے رہیں۔ موت اور قیامت کے وقت کو مخفی رکھا تا کہ بندے ہر ساعت میں گناہوں سے باز رہیں اور نیکی کی جدوجہد میں مصروف رہیں۔ اسی طرح لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ رمضان کی ہر رات کو لیلۃ القدر سمجھ کر اس کی تعظیم کریں اور اس کی ہر رات میں جاگ جاگ کر عبادت کریں۔

امام رازی تحریر فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ اس رات کو معین کر کے بتا دیتا تو نیک لوگ تو اس رات میں جاگ کر عبادت کر کے ہزار ماہ کی عبادتوں کا اجر حاصل کر لیتے اور عادی گنہگار اگر شامت نفس اور اپنی عادت سے مجبور ہو کر اس رات بھی کوئی گناہ کر لیتا تو وہ ہزار ماہ کے گناہوں کی سزا کا مستحق ہوتا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس رات کو مخفی رکھا تا کہ اگر کوئی عادی گنہگار اس رات بھی کوئی گناہ کر بیٹھے تو لیلۃ القدر سے لاعلمی کی بناء پر اس کے ذمہ لیلۃ القدر کی احترام شکنی اور ہزار ماہ کے گناہ نہ لازم آئیں کیونکہ علم کے باوجود گناہ کرنا لاعلمی سے گناہ کرنے کی بہ نسبت زیادہ شدید ہے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے' وہاں ایک شخص کو سوئے ہوئے دیکھا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اسے وضو کیلئے اُٹھا دو' انہوں نے اٹھا دیا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ تو نیکی کرنے میں خود پہل کرتے ہیں' آپ نے اس کو خود کیوں نہیں جگا دیا؟ آپ نے فرمایا: اگر میرے اُٹھانے پر یہ انکار کر دیتا تو یہ کفر ہوتا اور تمہارے اٹھانے پر انکار کرنا کفر نہیں ہے' تو میں نے تم کو اٹھانے کا اس لئے حکم دیا کہ اگر

یہ انکار کر دے تو اس کا قصور کم ہو۔ غور کرو جب رسول اللہ ﷺ کی گنہگاروں پر رحمت کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کیا عالم ہوگا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آسان ہے کہ نیکوکار لیلۃ القدر کی جستجو میں رمضان کی متعدد راتیں جاگ کر کھنگال ڈالیں، یہ بھی گوارا ہے کہ اس تلاش میں ان سے لیلۃ القدر چوک جائے، لیکن یہ گوارا نہیں ہے کہ لیلۃ القدر بتلا دینے سے کوئی گنہگار بندہ اپنے گناہ کی ہزار گنا زیادہ سزا پائے، اللہ اللہ! وہ اپنے بندوں کا کتنا خیال رکھتا ہے، پھر گنہگار بندوں کا!

تیسری وجہ یہ ہے کہ جب لیلۃ القدر کا علم نہیں ہوگا اور بندے رمضان کی ہر رات کو لیلۃ القدر کے گمان میں جاگ کر گزاریں گے اور رمضان کی ہر رات میں عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا، اسی ابن آدم کے متعلق تم نے کہا تھا کہ یہ زمین کو خونریزی اور گناہوں سے بھر دے گا، ابھی تو اس کو لیلۃ القدر کا قطعی علم نہیں ہے، پھر بھی عبادت میں اس قدر کوشش کر رہا ہے، اگر اسے لیلۃ القدر کا علم قطعی ہوتا کہ کون سی رات ہے پھر اس کی عبادتوں کا کیا عالم ہوتا!

☆ مفتی محمد خان قادری اپنے رسالہ ''شب قدر اور اس کی فضیلت'' کے صفحہ نمبر ۱۰ میں لکھتے ہیں:

شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) دیگر اہم مخفی اُمور مثلاً اسم اعظم، جمعہ کے روز قبولیت دُعا کی گھڑی کی طرح اس کو بھی مخفی رکھا گیا ہے۔

(۲) اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر

اکتفا کرلیا جاتا۔ ذوقِ عبادت میں دوام کی خاطر اسے آشکارا نہیں کیا گیا۔

(۳) اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جائے تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

(۴) اللہ عزوجل کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے۔ اس لئے رات کی تعیین نہ فرمائی تاکہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزاریں۔

(۵) عدم تعین کی وجہ گنہگاروں پر شفقت بھی ہے، کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہوتا تو اس لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔

(۶) ایک نہایت اہم وجہ اس کے مخفی کردینے کی جھگڑا بھی ہے کیونکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کو حکم دیا کہ آپ اس رات کی تعیین کے بارے میں اپنی اُمت کو آگاہ فرمادیں کہ یہ فلاں رات ہے لیکن دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے بتلانے سے منع فرمادیا۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی اپنے رسالہ "مبارک راتیں" (مطبوعہ قادریہ پبلشرز کراچی) کے صفحہ نمبر ۳۹ میں شب قدر مخفی کیوں؟ کے تحت تفصیلی گفتگو فرمانے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں کے باعث بہت سی اہم چیزوں کو مخفی رکھا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کو عبادت و اطاعت میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔

(۲) اس نے اپنے غصہ کو گناہوں میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ ہر قسم کے گناہوں سے بچیں

(۳) اپنے اولیاء کو مومنوں میں مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ سب ایمان والوں کی تعظیم کریں

(۴) دعا کی قبولیت کو مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ کثرت کے ساتھ مختلف دعائیں مانگا کریں

(۵) اسمِ اعظم کو مخفی رکھا تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہر نام مبارک کی تعظیم کریں۔

(۶) صلوٰۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) کو مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ سب نمازوں کی حفاظت کریں

(۷) موت کے وقت کو مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہیں۔

(۸) توبہ کی قبولیت کو مخفی رکھا ہے تا کہ لوگ جس طرح ممکن ہو توبہ کرتے رہیں۔

(۹) ایسے ہی شب قدر کو مخفی رکھا تا کہ لوگ رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم کریں۔

سوال: شبِ قدر میں عبادت کس طرح سے کی جائے؟

جواب: مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تفسیر ''تبیان القرآن'' کی جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۶ میں لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر میں عبادت کا طریقہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔** جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اجر و ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کی روشنی میں لیلۃ القدر کی اصل عبادت قیام نماز ہے، اس لئے اس رات زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھنے اور توبہ و استغفار میں کوشش کرنی چاہیئے، بندہ خضوع و خشوع اور سوز و گداز سے نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں اپنی کوتاہیوں، تقصیروں اور گناہوں کو یاد کر کے روئے اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور بار بار استغفار کرے۔

بعض صالحین نے اس رات کی عبادت کے مخصوص طریقے بتائے ہیں۔ علامہ

اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بعض صالحین لیلۃ القدر میں لیلۃ القدر کے قیام کی نیت سے دس دوگانے پڑھتے تھے۔ بعض اکابر سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شخص نے ہر رات لیلۃ القدر کی نیت سے دس آیات تلاوت کیں، وہ لیلۃ القدر کی برکات سے محروم نہیں ہو گا۔ امام ابو اللیث نے بیان کیا کہ لیلۃ القدر کی کم از کم نماز دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ ہزار رکعات ہیں اور متوسط سو رکعات ہیں اور ہر رکعت میں متوسط قرأت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ کی سورت پڑھے، اس کے بعد تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی سورت پڑھے، پھر دو رکعات کے بعد سلام پھیر دے اور درود شریف پڑھ کر دوسرے دوگانے کیلئے اُٹھے، اس طرح جتنے نفل چاہے پڑھے۔

سوال: شب قدر کی مخصوص دعا کی طرح کیا شب قدر کی کوئی مخصوص عبادت/عبادات ہیں؟

جواب: نہیں، شب قدر کیلئے کوئی مخصوص عبادت نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر میں ہے۔

جس بندے نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام (عبادت) کیا، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔

اس لئے یہ شب قدر میں عبادت کرنے والے پر منحصر ہے کہ وہ کیا عبادت کرے۔ قیام تو نوافل کے ادا کرنے سے ہی حاصل ہوگا اور اس قیام کے دوران ہی

تسبیحات اور قرآن کریم کی تلاوت جتنی دیر چاہے کرسکتا ہے۔

علماء کرام اکثر شب قدر کو اپنی عبادت تین طرح کرتے ہیں۔

(۱) نفل ادا کرتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔

(۳) ذکر اذکار اور اپنے وظائف پڑھتے ہیں۔

سوال: کیا شب قدر میں مسنون دعا کے علاوہ دوسری دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں؟

جواب: بلاشبہ مسنون دعا کے علاوہ دوسری دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں۔ نوافل کی ادائیگی کے دوران بھی تشہد اور درود شریف کے بعد بندہ جتنی چاہے دعائیں مانگ سکتا ہے اور نوافل کے علاوہ بھی اللہ عزوجل کا اعلان عام ہے کہ میرا بندہ جب چاہے مجھ سے مانگ سکتا ہے۔ اللہ عزوجل نے دعا کرنے کیلئے کوئی وقت مخصوص نہیں کیا ہاں کچھ مقامات اور اوقات میں دعا زیادہ قبول فرماتا ہے۔

سوال: کیا شبِ قدر کی تلاش کیلئے ساری ساری رات عبادتیں کرنا اور ذکر اذکار کا اہتمام کرنا ضروری ہے؟

جواب: مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِيْ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ (رواہ مسلم)	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ جتنی عبادت رمضان کے آخری عشرہ میں کرتے تھے اتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ ۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ اپنے تہ بند کو کس کر باندھ لیتے اور ساری رات عبادت کرتے اور گھر والوں کو جگاتے۔

یہ تو حضور سید عالم، سرور کونین ﷺ کا عمل مبارک تھا اور احادیث میں بھی یہی ہے کہ مکمل شب، شب قدر ہے اس لئے اسے ساری رات میں ہی تلاش کرنا چاہیئے اس لئے جہاں تک ممکن ہو، ساری رات ہی عبادت میں گزاریں۔

سوال: شبِ قدر کے فیوض و برکات حاصل کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: شب قدر حتی الممکن شب بیداری کرنے چاہیئے کہ شب قدر کے فیوضات و برکات سے بہرہ ور ہو سکے۔ احادیث میں جو اس کے حاصل کرنے کا سب سے آسانی طریقہ آیا ہے وہ یوں ہے کہ:

جامع صغیر میں ہے کہ جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے تو اس نے گویا شب قدر میں عبادت کی۔ طبری نے بروایت حضرت ابوامامہ روایت کی کہ جو نماز عشاء کی جماعت سے پڑھے تو گویا وہ آدھی رات عبادت گزار رہا اور جو فجر بھی جماعت سے پڑھ لے تو گویا وہ تمام رات عابد رہا۔

سوال: لیلۃ القدر میں علماء کرام کے مبارک معمولات کیا ہوتے تھے؟

جواب: (۱) شبِ قدر وہ بابرکت اور مبارک رات ہے جس میں اللہ عزوجل کی بارگاہ

اقدس میں کی گئی جائز اور اچھی دعائیں اجابت و قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہیں۔ اس کی بابرکت ساعتوں میں کی گئی دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ اس لئے علماء کرام اور بزرگانِ دین اس مہینہ کی آخری طاق راتوں بلکہ پورے آخری عشرہ میں شب بیداری کرتے اور خصوصی دعا کرتے۔ اگر ہم بھی چاہتے کہ دلی مرادیں پوری ہوں اور تمنائیں اور التجائیں بارگاہ رب ذوالجلال میں شرفِ قبولیت و اجابت سے ہمکنار ہوں تو ہمیں بھی ان راتوں میں خصوصی طور پر شب بیداری کا اہتمام کرنا چاہیئے اور دنیا و آخرت کی ہر اچھی تمنا اور آرزو کو اللہ عزوجل کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرنا چاہیئے تاکہ ہمارے لیل ونہار میں بھی انقلاب آجائے۔ ہمیں بھی دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل ہو جائیں۔

(۲) حدیث شریف میں ہے:

مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

جو شخص شبِ قدر میں قیام کا اہتمام فرمائے گا اللہ عزوجل اس کے پہلے گناہ معاف فرمادے گا۔

اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے اکابر علماء کرام اور بزرگانِ دین کا معمول تھا کہ وہ فرض نمازوں، تہجد اور تراویح کے علاوہ بھی نوافل ادا فرماتے تھے۔

اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تو تقریباً ہر روز نوافل پڑھتے اور اس اہتمام سے پڑھتے کہ گویا آج ہی شبِ قدر ہے۔ خشوع وخضوع اور اخلاص ان کا خاص جزو ہوتے۔

(۳) اللہ عزوجل کی بارگاہ میں رو رو کر اپنے گناہوں، کمیوں، کوتاہیوں سے درگزر فرمانے کیلئے عرض گزار ہوتے۔ ان کا انداز ایسا عاجزانہ ہوتا کہ اللہ عزوجل کے دریائے عفو ودرگزر میں جوش آجاتا ہے۔ شبِ قدر کی مخصوص دعا پڑھتے۔ سیدالاستغفار پڑھتے،

گناہوں سے درگزر فرمانے کی جتنی مسنون دعائیں ہیں وہ پڑھتے۔ رو رو کر، گڑگڑا کر عرض گزار ہوتے۔

(۴) اسماء الحسنٰی کا ورد اور درود شریف کی کثرت۔

(۵) آخری عشرے میں اعتکاف کا اہتمام فرماتے۔

(۶) تلاوت قران مجید بہت کثرت سے کرتے۔

سوال: شبِ قدر افضل ہے یا جمعۃ المبارک؟

جواب: بلاشبہ شبِ قدر جمعۃ المبارک کی رات سے بہتر ہے۔ کیونکہ کسی اور رات کیلئے ایسے الفاظ نہیں آئے۔

لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ

یعنی اس رات کا عمل ایسی ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے جن میں یہ رات نہ ہو۔

غنیۃ الطالبین میں لیلۃ القدر کو سَیِّدُ اللَّیَالِی (تمام راتوں کی سردار) فرمایا گیا ہے

غنیۃ الطالبین مترجم (فرید بک سٹال ۳۸ اُردو بازار لاہور۲) کے صفحہ نمبر ۴۶۰ میں ہے۔

"کہا گیا ہے کہ انسانوں کے سردار حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اہل عرب کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ایرانیوں کے سردار حضرت سلیمان فارسی ہیں، اہل روم کے سردار حضرت صہیب ہیں، حبشہ والوں کے سردار حضرت بلال ہیں (رضی اللہ عنہم)، بستیوں کا سردار مکہ مکرمہ ہے، وادیوں کی سردار وادیٔ بیت المقدس ہے۔ دنوں کا سردار یوم جمعہ، راتوں کی سردار لیلۃ القدر، کتابوں کا سردار قرآن پاک، سورۂ بقرہ کی سردار آیۃ الکرسی، پتھروں کا سردار حجر اسود، کنوؤں کا سردار زم زم، لاٹھیوں کا سردار حضرت موسیٰ علیہ

السلام کا عصا ہے۔ مچھلیوں کی سردار وہ مچھلی ہے جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام تھے، اونٹنیوں کی سردار حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، سواریوں کی سردار براق، انگوٹھیوں کی سردار حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور مہینوں کا سردار رمضان المبارک کا مہینہ ہے''۔

نوٹ: حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت آدم علیہ السلام اور تمام اولاد آدم علیہ السلام سے افضل ہیں اور آپ ہی سب کے سردار ہیں۔ شبِ معراج اور روز محشر میں آپ کی سیادت، قیادت اور سرداری واضح ہے۔ اسی طرح آپ سے منسوب ہر شے تمام اولاد آدم سے منسوب اشیاء سے افضل ہے۔

غنیۃ الطالبین میں ہی آگے صفحہ نمبر ۴۶۴ میں ''جمعہ کی رات افضل ہے یا لیلۃ القدر'' کے عنوان کے تحت جمعہ کے فضائل بھی رقم کیے گئے ہیں ان کو بھی ایک نظر ملاحظہ فرمالیں۔

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جمعہ کی رات کو اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی بخشش فرماتا ہے'' اور یہ فضیلت نبی اکرم ﷺ سے کسی دوسری رات کے بارے میں منقول نہیں ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''روشن رات اور روشن دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو'' اور یہ جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہے۔

نیز جمعہ کی رات دن کے تابع ہوتی ہے اور جمعۃ المبارک کے دن کے بارے میں جس قدر فضیلت آئی ہے لیلۃ القدر کے دن کے بارے میں نہیں آئی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعۃ المبارک سے زیادہ باعظمت اور محبوب دن پر سورج طلوع نہیں ہوا''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''سورج کسی

ایسے دن پر طلوع ہوتا ہے' نہ ہی غروب ہوتا ہے جو جمعہ کے دن سے افضل ہو' انسانوں اور جنوں کے علاوہ ہر چوپایہ جمعہ کے دن سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن' دنوں کو ان کی شکلوں پر اٹھائے گا اور جمعۃ المبارک کو اس طرح اُٹھائے گا کہ روشن اور چمکتا ہوگا' اور اہل جمعہ اس کے گرد اس طرح جمع ہوں گے جس طرح دلہن کو دولہا کے گھر لے جایا جاتا ہے' وہ ان کیلئے روشن ہوگا اور لوگ اس کی روشنی میں چلیں گے' ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے' خوشبو کستوری کی طرح ہوگی اور کافور کے' پہاڑوں میں اُتریں گے۔ میدانِ قیامت میں کھڑے تمام لوگ اس کی طرف دیکھیں گے اور تعجب کرتے ہوئے دیکھتے چلے جائیں گے' ان سے آنکھ نہیں ہٹائیں گے' یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

رات افضل ہے یا دن:

علماء کرام نے اس موضوع پر بھی بحث فرمائی ہے اور رات کی دن پر فضیلت کی کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں' چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

(۱) رات کو یہ شرف حاصل ہوا کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے لیکن دوسری طرف دنوں میں کوئی ایسا دن نہیں جو ہزار مہینوں سے افضل ہو۔

(۲) قرآن پاک کا لوحِ محفوظ سے بیت العزت (آسمانِ دنیا پر فرشتوں سے گھرا ہوا ایک مقام ہے) میں نزول رات کے وقت ہوا جبکہ دن کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔

(۳) اللہ عزوجل کے انوار و تجلیات کا آسمان دنیا پر نزولِ اجلال رات کے آخر پہر میں ہوتا ہے۔

(۴) حضور نبی کریم ﷺ کو معراج کا شرف رات کے وقت حاصل ہوا۔

(۵) شب برأت رات کو ہے۔

(۶) رات کو انسان تمام تفکرات سے آزاد ہو کر سوتا ہے۔

(۷) نماز تہجد رات کے وقت ادا کی جاتی ہے۔

(۸) انبیاء، اولیاء، صالحین کیلئے رات کی پُرکیف ساعتیں حاصل زندگی ہوتی ہیں۔

سوال: لیلۃ القدر میں شب بیداری کیسے اور کہاں کی جائے؟

جواب: لیلۃ القدر میں جتنی بھی عبادات اور ذکر اذکار کا اہتمام کیا جاتا ہے، وہ تمام فرض، واجب یا سنت نہیں ہیں۔ بنیادی چیز لیلۃ القدر کا پا لینا ہے جو ہزار مہینے کی عبادت و ریاضت سے بہتر ہے۔

شریعت نے اس سلسلہ میں کوئی پابندی عائد نہیں کی کہ صرف نوافل ادا کرتے رہنا ہے یا قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت میں مصروف رہنا ہے۔ آپ مختلف قسم کے ذکر اذکار اور وظائف پڑھ سکتے ہیں۔ آپ ساری رات اللہ اللہ کرتے یا درود شریف پڑھتے گزار سکتے ہیں۔ آپ ایسی محافل میں جا سکتے ہیں جہاں ان تمام چیزوں کا کسی خاص ترتیب سے اہتمام کیا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کا خطاب یا درس آپ کی زندگی ہی بدل کر رکھ دے۔

دُعا اکیلے اور اجتماعی طور پر ہر طرح سے کی جا سکتی ہے۔ ذکر اکیلے اور اجتماعی طور پر ہر طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف میں موجود ہے کہ اگر کسی جگہ کچھ لوگ ذکر کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں تو انہیں اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان محافل میں شرکت کرتے ہیں۔

چونکہ ہر انسان کا مزاج الگ الگ ہے لہٰذا یہ اس کے مزاج پر ہے کہ کیسے اور کہاں

شب بیداری سے خود کو پُر سکون محسوس کرتا ہے۔ جہاں آپ یک سوئی اور طمانیت کے ساتھ اللہ عزوجل کا قرب، طمانیت، خوشی اور راحت محسوس کریں وہاں شب بیداری کریں۔

سوال: لیلۃ القدر میں خصوصی محافل کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ عزوجل کا قرآن مجید میں فرمانِ عالی شان ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

(پارہ ۲، سورہ بقرہ، آیت ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سہولت چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری اور تنگی نہیں چاہتا۔

اور قرآن وحدیث میں واضح احکام ہیں کہ حلال وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرما دیا، اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ عزوجل کی طرف سے معاف ہے یعنی اس فعل پر کچھ مواخذہ نہیں۔

ہر شخص کی طبیعت اور مزاج جدا جدا ہے۔ کچھ تنہائی پسند ہوتے ہیں اور اکیلے علیحدہ اپنی عبادت میں سکون محسوس کرتے ہیں، ان پر محفل کی سرگرمیاں کچھ اثر نہیں رکھتیں اور اکثریت تنہائی میں بوریت محسوس کرتی ہے، ان پر نیند طاری ہو جاتی ہے، ایسی طبیعتیں محافل میں خوش رہتی ہیں اور محافل کی وجہ سے عبادت کرتی رہتی ہیں۔ لہٰذا لیلۃ القدر میں جو محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے وہ قطعاً حرام اور ناجائز نہیں کہ شریعت نے اس کو حرام قرار نہیں دیا اور تنہائی سے گھبرانے والوں کو بھی شب بیداری میں آسانی ہو جاتی ہے۔

سوال: لیلۃ القدر میں اگر جاہل لوگ منکرات و بدعات کے مرتکب ہوں تو کیا لیلۃ القدر میں شب بیداری کو ترک کر دینا چاہیے؟

جواب: شادی کرنا سنت نبوی ہے۔ اس کا سنت طریقہ بڑا سادہ ہے لیکن آج کل کے

حالات میں شادی بیاہ کے موقع پر کئی طرح کی جدتیں اور منکرات و بدعات بھی داخل ہو گئی ہیں تو کیا ایسی تقریبات منکرات اور بدعات کی وجہ سے ترک کر دی جائیں گی؟ نہیں، صرف بدعات و منکرات سے روکا جائے گا۔

اسی طرح شب قدر کی محافل میں اگر کہیں لوگ بدعات و منکرات کے مرتکب ہوں تو صرف ان بدعات و منکرات کو روکا جائے گا نہ کہ ان محافل کو ہی بند کر دیا جائے جو کہ ایک جائز مقصد حاصل کرنے میں مددگار ہیں۔

سوال: لیلۃ القدر کے احکام و مسائل بیان کریں۔

جواب: مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ (رواہ البخاری)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب قدر کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِيْ	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے خواب میں شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں دیکھا۔ اس سلسلہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے خوابوں میں مماثلت دیکھتا ہوں تم میں سے شب قدر کا متلاشی شب قدر کو رمضان کی آخری

السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔ (متفق علیه)

سات راتوں میں تلاش کرے۔ (متفق علیہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِىْ تَاسِعَةٍ تَبْقٰى فِىْ سَابِعَةٍ تَبْقٰى فِىْ خَامِسَةٍ تَبْقٰى (رواہ البخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ (خصوصیت کے ساتھ) پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں (بخاری)

مشکوۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی دوسری فصل میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِي اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ

(رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی وصححہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تعلیم فرمائیں اگر مجھے شب قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کروں آپ نے فرمایا: اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عني پڑھو۔

آگے ہم مفتی محمد خان قادری کی کتاب "حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے" سے کچھ احکام و مسائل بیان کرتے ہیں۔

مسجد میں قیام کا معمول:

شب قدر کی تلاش کیلئے گھر میں بھی قیام کیا جا سکتا ہے مگر افضل و مستحب یہ ہے کہ اس کیلئے قیام مسجد میں کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ کا معمول یہی ملتا ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا

حتیٰ کہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا' تیسویں رات کا ایک تہائی حصہ' چوبیس کو قیام فرمایا پچیس کو نصف رات تک قیام فرمایا' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بقیہ حصہ بھی قیام فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا' آدمی جب امام کے ساتھ کچھ رات نماز ادا کرتا ہے تو اس کی بقیہ رات بھی عبادت میں شمار ہو جاتی ہے' چھبیس کو آپ نے قیام نہ فرمایا' ستائیس کو قیام فرمایا۔

بعث الی اهله واجتمع الناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح

اور اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کر کے اتنا قیام فرمایا کہ ہمیں سحری فوت ہونے کا خوف لاحق ہوا۔ (ابوداؤد:۱۳۷۵)

پھر کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا' نسائی میں یہ اضافہ ہے۔

انه قام لیلة السابع والعشرین کلها حتی التسحها وصلو الفجر

ستائیس رات کو تمام رات قیام فرمایا (حتیٰ کہ سحری کا وقت ہوا) سحری کی اور نماز فجر ادا کی۔

مسند احمد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے آپ ﷺ نے تیئس رات کو ہمارے ساتھ ایک تہائی رات تک قیام فرمایا پھر فرمایا۔

لا احسب ما تطلبون الا وراء کم

میں محسوس کرتا ہوں جس کی تمہیں تلاش ہے وہ بعد میں آنے والی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے پچیس رات کو نصف رات تک قیام کیا اور فرمایا تمہارا مطلب بعد میں ہے۔

ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرین حتی اصبح وسکت

پھر ہم نے ستائیس کو آپ کے ساتھ صبح تک قیام کیا اس کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

ڈاکٹر فاروق حمادہ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں:

وبهذا الحديث نستدل على ان احياء الليلة يكون فى المسجد ويكون باجتماع الناس فيها صغيرهم و كبيرهم ممن يستطيع ذلك۔ (ليلة القدر:۱۰۴)

اس حدیث سے ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ شب قدر میں قیام مسجد میں ہونا چاہیئے اس میں لوگ جمع ہونے چاہئیں خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔

غسل کا معمول:

آپ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ خصوصاً شب قدر میں مغرب کے بعد غسل فرمایا کرتے۔ حضرت انس بن مالک اور حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہما دونوں فرمایا کرتے شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

فاذا كان تلك الليلة فليغسل احدكم و يفطر على لبن وليوخر فطره الى السحر۔

جب یہ رات آئے تو غسل کرو اور دودھ سے افطار کرو اور افطار کے کھانے کو سحری تک موخر کردو۔

(مصنف عبدالرزاق ۴:۲۵۳)

فقط دودھ پر افطاری اس لئے تاکہ بیدار رہنا آسان ہو۔

حضرت ابراہیم نخعی تابعی کے بارے میں ہے:

يغتسل كل ليلة فى العشر الاواخر فى رمضان۔ (مصنف:۴:۲۵۴)

وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہر رات غسل کیا کرتے۔

امام محمد بن جریر الطبری اسلاف کا معمول بیان کرتے ہیں:

كانوا يستحبون ان يغتسلوا كل   وہ آخری عشرہ رمضان میں ہر رات
ليلة من ليالى العشر الاواخر فى   غسل کیا کرتے تھے۔
رمضان۔ (مصنف: ۴: ۲۵۴)

خوشبو اور لباس:

صحابہ اور تابعین کا یہ بھی معمول ملتا ہے کہ شب قدر کے موقعہ پر خوشبو لگاتے اور اچھا لباس پہنتے حضرت ثابت بنانی تابعی بیان کرتے ہیں۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے

حلة اشتواها بالف درهم وكان   ہزار درہم کا حلہ خرید رکھا تھا اسے اس
يلبسها فى الليلة التى ترجى فيها   رات زیب تن فرماتے جس میں شب
ليلة القدر۔   قدر کی امید ہوتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب چوبیں رات آتی (ان کے نزدیک یہی شب قدر ہے) غسل کرتے خوشبو لگاتے۔

ويلبس حل وازارا ورداءً فاذا   خوبصورت حلہ، تہہ بند اور چادر پہنتے
اصبح طواهما فلميلبسهما الى   اور صبح کے وقت ان کے طے لگا کر
مثلهما من قابل   رکھ دیتے پھر اس طرح کے کپڑے
آئندہ سال نہ پہنتے۔

حضرت ایوب السختیانی تابعی کے بارے میں ہے وہ تیئسویں رات کو شب قدر جانتے اس میں غسل فرماتے، خوشبو لگاتے۔

ويلبس ثوبين جديدين ويستجمر   اور دونوں کپڑے نئے پہنتے۔
(مصنف عبدالرزاق ۴: ۲۵۰)

شیخ حافظ ابن رجب ان معمولات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فتبین بهذا انه یستحب فی اللیالی التی ترجی فیها لیلة القدر التنظف والتزین والتطیب بالغسل والطیب واللباس الحسن کما یشرع فی الجمع والاعیاد وکذلك یشرع اخذ الزینة بالثیاب فی سائر الصلوت کما قال تعالیٰ خذوا ازینتکم عند کل مسجد

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جن راتوں میں شب قدر کی اُمید ہو ان میں لطافت، زینت، خوشبو، غسل اور خوبصورت لباس مستحب ہے جیسا کہ جمعہ اور عیدین میں اسی طرح بقیہ نمازوں میں لباس اچھا ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔

(لطائف المعارف: ۳۴۷)

قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا:

شب قدر کے موقعہ پر تمام گھر والوں حتیٰ کہ باشعور بچوں کو بیدار کرنا مستحب ہے۔ آپ ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اور خصوصاً شب قدر میں تمام اہل کو بیدار فرماتے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ

کان یوقظ اهله فی العشر الاواخر من رمضان

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اپنے تمام گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

(مصنف عبدالرزاق ۴: ۲۵۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے جب ستائیس رات آئی تو رسول اللہ ﷺ نے:

بعث الی اهله واجتمع الناس

اپنے گھر والوں کو بلا بھیجا اور لوگوں کو بھی جمع فرمایا۔

(ابوداود: ۱۳۷۵)

امام اسود ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

کانت توقظنا لیلۃ ثلاث و عشرین آپ تئیسویں رات میں ہمیں بیدار رکھا کرتیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳: ۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے:

یرش الماء علی اھلہ لیلۃ ثلاث وعشرین (مصنف ابن ابی شیبہ ۳: ۷۷) آپ تیسویں رات اپنے گھر والوں پر بیدار کرنے کیلئے پانی چھڑکتے۔

لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے۔

اس پر اجماع ہے کہ لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے ہاں فقط اس کی تعیین اٹھالی گئی ہے۔ نسائی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ فرمایا وہ رمضان میں آتی ہے۔ میں نے عرض کیا، کیا وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے۔

فاذا قبضوا رفعت ام ھی الی یوم القیامۃ؟ جب ان کا وصال ہوا تو ساتھ اسے بھی اٹھالیا گیا ہے یا یہ قیامت تک باقی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بل ھی الی یوم القیامۃ (النسائی) بلکہ یہ تا قیامت باقی ہے۔

امام عبدالرزاق حضرت عبداللہ بن تخنس سے نقل کرتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کچھ لوگ کہتے ہیں:

ان لیلۃ القدر رفعت شب قدر اٹھالی گئی ہے۔

آپ نے فرمایا:

كذب من قال ذلك

ایسا کہنے والا کاذب اور جھوٹا ہے۔

(فتح الباری ۴:۲۱۲)

حضرت عبداللہ بن شریک سے ہے کہ حجاج نے شب قدر کا تذکرہ اس انداز میں کیا گویا وہ اس کا انکار کر رہا ہے تو صحابی رسول حضرت زر بن حُبیش رضی اللہ عنہ نے اسے پتھر مارنے کا ارادہ فرما لیا مگر لوگوں نے روک لیا۔ (غایۃ الاحسان: ۴۸)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں رقمطراز ہیں:

اجمع من يعتد به من العلماء المتقدمين والمتاخرين على ان ليلة القدر باقية دائمة الى يوم القيامة لاحاديث الصريحة الى الصحيحة فى الامر بطلبها

تمام قابل اعتماد علماء متقدمین و متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ شب قدر تا قیامت باقی ہے کیونکہ اس کی تلاش پر احادیث صریح صحیح وارد ہیں۔

(المجموع للامام النووی ۶/ ۴۵۸)

بعض لوگوں کا رد:

کچھ روافض نے شب قدر کا انکار کرتے ہوئے اس روایت سے استدلال کیا جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے کیلئے تشریف لائے اس وقت دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا مگر

فتلاحى فلان و فلان فرفعت

فلاں فلاں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو اسے اُٹھا لیا گیا۔

(مؤطا امام مالک ۱:۳۲۰)

تو یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ شب قدر اُٹھالی گئی ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اسی حدیث کے آخری الفاظ اس کی تردید کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

وعسیٰ ان یکون خیر الکم	یہ مخفی ہونا تمہارے لئے بہتر ہے تم اسے
فالتمسوھا فی التاسعة	نو، سات اور پانچ، رات میں تلاش کرو
والسابعة والخامسة	(البخاری، فضل لیلۃ القدر)

۔۔۔۔۔تو رُفِعَتْ۔۔۔۔۔ کا معنی شب قدر کا اٹھایا جانا نہیں بلکہ اس کا تعین کا اٹھایا جانا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

المراد انه انسی علم تعینها فی تلك السنة (فتح الباری ۴:۲۰۸)	مراد یہ ہے کہ اس سال ان کی تعین کا علم اٹھالیا گیا۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

اذا تقرر ان الذی ارتفع علم تعینها تلك السنة (فتح الباری ۴:۲۱۷)	یہ بات ثابت ہے کہ اس سال اس کی تعیین کا علم اٹھالیا گیا تھا۔

سوال: حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کیلئے جو خاص دُعا تعلیم فرمائی اس کی وضاحت کریں۔

جواب: حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی نے اپنی تصنیف "حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے" میں اس پر تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔

دعا کی تعلیم دیتے:

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں نے رحمۃ للعالمین سے اور اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ

کان یوقظ اھلہ فی العشر الاخیر من رمضان۔ (فتح الباری ۴: ۲۱۸)

رمضان کے آخری عشرہ میں اپنے گھر والوں کو بیدار فرماتے۔

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ:

ارایت ان وافقت لیلۃ القدر ما اقول فیھا

آپ ﷺ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو اس میں کیا پڑھوں

آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کرو اور مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (الترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معافی دینے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔

دعا کی تشریح:

رسول اللہ ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا کی مختصر تشریح بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

عَفُوٌّ: اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے۔ اس کا معنیٰ ہے بندوں کے گناہوں سے درگزر فرمانے والا اور ان سے ان کے گناہوں کے اثرات ختم فرمادینے والا۔

تُحِبُّ الْعَفْوَ: معافی دینے کو پسند فرماتا ہے۔ یعنی اپنے بندوں کو معافی دینا پسند فرماتا ہے اور یہ بھی پسند فرماتا ہے کہ بندے ایک دوسرے کو معاف کر دیں' جو بندہ چاہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ معافی دے وہ اس کے بندوں کو معافی دینا سیکھے یعنی دوسروں کو معاف کر کے یہ عرض کرے اے اللہ! میں نے بندہ ہو کر دوسروں کو معاف کر دیا ہے تو خالق و مالک ہے مجھے معاف فرما' آپ ﷺ کا مبارک فرمان ہے:

لایرحم لا یرحم

جو کسی پر رحم و شفقت نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر...... خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

اور اگر بندہ ناتوان محتاج ہو کر کسی کو معاف نہیں کرتا تو وہ کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو عذاب کی نسبت معافی دینا، محبوب ہے، حبیب خدا ﷺ یوں دعا کرتے:

اعوذ برضاك من سخطك و عفوك من عقوبتك (المسلم، باب یقال فی الرکوع)	میں تیری ناراضگی سے تیری رضا میں پناہ چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے، تیرے عفو و درگزر میں پناہ چاہتا ہوں۔

اس دعا کی جامعیت:

حضور ﷺ کی یہ بتائی ہوئی دعا اس قدر جامع ہے کہ دنیا و آخرت کی کوئی شے اس سے باہر و خارج نہیں، واقعتاً جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا انعام و مژدہ مل جائے اس کے دونوں جہان سنور گئے، اسی لئے آپ ﷺ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے۔

اللهم انی اسئلك العافية	اے اللہ میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں (المسلم، کتاب الذکر)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے ہے، آپ ﷺ نے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

لا تتمنوا لقاء العدو واسائلوا الله العافية (البخاری کتاب الجہاد)	دشمن سے مٹھ بھیڑ کی تمنا مت کرو، اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہا کرو۔

ایک صحابی کو یہ دعا مانگنے کی تعلیم دیں۔

اللهم عافنی فی بدنی اللهم عافنی	اے اللہ مجھے میرے بدن میں عافیت

فی جسدی اللھم عافنی فی بصری (المسلم کتاب الذکر)

عطا فرما میرے جسم میں اور میری آنکھوں میں عافیت عطا فرما

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر تشریف فرما ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ کیا اور رو دیئے حتیٰ کہ تین دفعہ ایسے کیا پھر فرمایا:

ان الناس لم یعطوا فی ھذہ الدنیا شیئاً افضل من العفو والعافیة فسلوھما اللہ عزوجل

لوگوں کو اس دنیا میں معافی اور عافیت سے بڑھ کر کوئی شے نہیں دی گئی لہٰذا تم اللہ عزوجل سے انہی کو مانگا کرو۔

مسند حمیدی: ۱:۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے آپ فرمایا کرتے:

لان اعافی فاشکر احب الی من ان ابتلی اصبر (فتح الباری ۶:۱۵۶)

مجھے عافیت ملے اور اس پر میں شکر ادا کروں میرے لئے یہ اس سے بہتر ہے کہ میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں اور صبر کروں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے:

لیس بعارف من لم یکن غایة امله من اللہ سبحانه و تعالی العفو (لطائف المعارف: ۳۷۱)

وہ صاحب معرفت ہو ہی نہیں سکتا جس کی اپنے رب سبحانہٗ وتعالیٰ سے آخری اور انتہائی امید معافی کی نہ ہو۔

حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ یہ دعا کیا کرتے:

اللھم ارض عنا فان لم ترض عنا فاعف عنا (اتحاف اہل الاسلام ۲۳۲)

اے اللہ! ہم سے راضی ہو جا اگر راضی نہیں ہوتا تو ہمیں معاف فرما دے۔

حضرت صلہ بن الیشم ساری رات عبادت الٰہی میں بسر کرتے اور سحری کے
وقت یہ دعا کرتے:

اللھم انی اسئلك ان تجیرنی   اے اللہ! میں آپ سے دوزخ سے نجات
من النار و مثلی یجتری ان   کی دعا کرتا ہوں اور مجھ جیسا آپ سے
یسالك الجنة (لطائف المعارف ۳۸۴)   جنت کا سوال کی کیسے جرأت کر سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کا یہی وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:
کانوا قلیلا من اللیل مایھجعون   وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں (عبادت
وبالاسحار ھم یستغفرون   میں مشغول رہتے ہیں) اور بوقت سحری
اپنے رب سے معافی مانگتے ہیں۔

گویا ان کا سبق یہ ہے کہ جس کے گناہ کثیر و عظیم ہیں وہ رضا کے بجائے معافی
کا خواستگار بنے۔

ان کنت لا اصلح للقرب   فشانکم عفو عن الذنب
(اگرچہ مجھ میں محبوب کے قرب کی صلاحیت نہیں مگر معافی دینا تو اس کی شان
کریمی ہے)

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ بعض صلحاء اپنے رب اکرم کے حضور یوں دعا کرتے
اللھم ان ذنوبی قد عظمت   اے اللہ! میرے جرائم بلاشبہ اتنے بڑے
فجلت عن الصفة وانھا صغیرة   ہیں کہ بیان سے باہر ہیں مگر تیرے عفو
فی جنب عفوك فاعف عنی   ودرگزر کے مقابلہ میں ان کی کوئی حقیقت
نہیں لہٰذا مجھے معاف فرمادے۔

ایک بزرگ کی دعا کے یہ کلمات ہوا کرتے تھے۔

جرمی عظیم و عفوك كبير	میرے جرائم عظیم مگر تیرا عفو کبیر ہے
فاجمع بین جرمی و عفوك يا	اے کریم میرے جرم اور اپنے عفو
كريم (لطائف المعارف:۳۷۰)	دونوں کو اکٹھا فرما کر فیصلہ فرما دے۔

قاضی عطیہ محمد سالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهذا الدعاء فی ایجازه جامع	یہ دعا مختصر ہونے کے باوجود تمام
كل الخير باعجازه لان من	بھلائیوں کو معجزۃً شامل ہے کیونکہ جسے
رزق عوض فی بدنه و نفسه	بدن و نفس میں حساب اور عقاب سے
ومن الحساب والعقاب فيفوز	عافیت نصیب ہوگی وہ سعادتِ دارین
بسعادة الدارين	سمیٹنے میں کامیاب ہوگیا۔

(مع الرسول فی رمضان:۹۶)

دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے:

چونکہ یہ دُعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ وظیفہ ہے شب قدر میں اس کو دیگر معمولات پر ترجیح دینی چاہیئے۔ لہٰذا بارگاہِ الٰہی کی طرف اُمیدوار بن کر دل کو متوجہ کر کے نہایت ہی اخلاص اور آہ وزاری سے کثرت کے ساتھ یہ دعا کی جائے بعض اہل معرفت کا تو یہ قول ہے کہ یہ دُعا اس رات نفلی عبادت سے بھی افضل ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الدعاء فی تلك الليلة احب	میرے نزدیک اس رات میں دعا کرنا
الی من الصلوٰة (لطائف المعارف ۳۶۷)	نفلی نماز سے افضل ہے۔

اگرچہ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات دعا کے ساتھ قیام کا بھی حکم دیا ہے ہاں وہ عمل افضل ہوگا جس میں کثرت کے ساتھ دعا ہو۔ مثلاً کثرت دعا اس نماز سے افضل ہوگی جو دعا سے خالی ہوگی۔

شیخ ابن رجب آپ ﷺ کا معمول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فیجمع بین الصلوة القرأة والدعاء والتفکر وھذا افضل الاعمال واکملھا فی لیالی العشر وغیرھا۔ (لطائف:۳۶۸)

آپ ﷺ نماز، تلاوت قرآن، دعا اور تفکر سب کو بجا لاتے اور آخری عشرہ رمضان اور دیگر اوقات میں یہی اعمال افضل واکمل ہیں۔

معافی کی تعلیم میں حکمت:

آپ ﷺ نے اس مقدس ومبارک موقعہ پر بندوں کو اپنے رب اکرم سے معافی مانگنے کی تعلیم دی، شارحین حدیث نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بندوں نے رمضان المبارک میں، اس کے آخری عشرہ اور لیلۃ القدر میں خوب عبادت میں محنت وجدوجہد کی ہوتی ہے، کہیں ان کی نگاہ اپنے اعمال پر نہ چلی جائے۔ انہیں بجائے اپنے اعمال پر نظر رکھنے کے اپنے رب کی رحمت وفضل پر نظر رکھ کر معافی کا خواستگار ہونا چاہیے کیونکہ کون ہے جو اپنے رب کی بارگاہ کے شایانِ شان عمل بجالا سکے اور اس کی کسی ایک نعمت کا شکریہ ادا کر سکے، انسان تو اس کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ ان کا کماحقہ شکریہ بجالائے۔

شیخ ابن رجب اس کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انما امر بسوال العفو فی لیلۃ القدر بعد الاجتھاد فی الاعمال فیھا وفی لیالی العشر لان العارفین یجتھدون فی الاعمال ثم لا یرون لانفسھم عملاً

آپ ﷺ نے شب قدر اور آخری عشرہ میں عبادت وریاضت میں محنت وجدوجہد کے بعد عفو و درگزر کا سوال کرنے کا حکم وتعلیم اس لئے دی کہ اہل معرفت اعمال میں محنت کے باوجود اپنے کسی عمل،

صالحاً ولا حالاً ولا مقالاً فیرجعون الی سوال العفو کحال المذنب المقصر۔

حال اور مقال پر نظر رکھتے بلکہ کوتاہی کرنے والے گنہگار کی طرح وہ اپنے رب سے معافی مانگتے ہیں۔

(لطائف المعارف: ۳۷۱)

حافظ ابن حجر مکی رقمطراز ہیں:

انما امر صلی اللّٰہ علیہ وسلم بسوال العفو فی لیلة القدر بعد الاجتہاد فی الاعمال فیہا وفی لیال العشر ایشاراً للمقام الاعظم الاکمل والعمل الاسنی الارفع وھو بذل الوسع فی العمل مع عدم رؤیتہ والاعتداد بہ والتعویل علیہ لشھودہ لتقصیر وعدم وفائہ لما یجب لتلک الاعمال وینبغی لھا من الکمالات والاعتبارات فمن تامل ذلک علم انہ لیس لنفسہ عمل ولا قال ولا حال فیرجع الی سوال العفو کحال المذنب المقصر۔ (اتحاف اہل الاسلام ۲۳۳)

رسول اللہ ﷺ نے شب قدر اور رمضان کی آخری راتوں میں ریاضت و مجاہدہ کے بعد معافی مانگنے کی تعلیم کے ذریعے بڑے کامل مقام اور ارفع و بلند عمل کی طرف متوجہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعمال میں پوری محنت کرنے کے باوجود ان پر نظر، اعتماد، بھروسہ اور گھمنڈ نہ کیا جائے کیونکہ ان کا کیا مقام ہے اور جو شکر لازم ہے اس کی ادائیگی ان کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتی، بلکہ ان سے اعلیٰ اور کامل عمل ہونا چاہیئے جو ان میں غور کرے گا وہ جان لے گا میرا نہ کوئی عمل ہے نہ حال و قال لہٰذا وہ گنہگار بندے کی طرح معافی مانگنے والا بن جائے گا۔

سوال: حضور نبی کریم ﷺ کو شب قدر کا علم عطا فرمایا گیا یا نہیں؟

جواب: مفتی محمد خان قادری صاحب نے اپنی کتاب "حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے" میں اس کی بابت تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

شب قدر اور علم نبوی:

متعدد احادیث واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شب قدر کی تعیین کا علم عطا فرمایا تھا اور فقط ایک سال اس کی تعیین کا علم اٹھالیا تھا۔

۱۔ اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کردیں تو میں آگاہ کردوں:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ مجھے اس رات کے بارے میں آگاہ فرمائیں۔

تبتغی فیها لیلة القدر	جس میں شب قدر تلاش کی جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لولا ان تترك الناس الصلوة الا تلك اللیلة لا خبرتك	اگر لوگ اس کے علاوہ راتوں میں نماز ترک نہ کریں تو میں تجھے اس کے بارے میں آگاہ کردیتا۔

امام ہیثمی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

اسنادہ حسن (مجمع الزوائد ۳: ۱۷۸)	اس روایت کی سند حسن ہے۔

امام طبرانی نے بھی اسے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(غایۃ الاحسان: ۵۳)

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ نے شب قدر کا علم رکھنے کے باوجود لوگوں

کو اس حکمت کے تحت آگاہ نہ فرمایا کہ کہیں لوگ دیگر راتوں میں عبادت ترک نہ کر دیں۔

۲۔ اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا:

حضرت مرثد رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے منیٰ میں جمرہ وسطیٰ کے پاس حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے:

ما كان احد باسئال عنها منى جس قدر شب قدر کے بارے میں، میں نے آپ ﷺ سے پوچھا ہے اس قدر کسی نے نہیں پوچھا۔

میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔ وہ رمضان میں ہوتی ہے یا غیر رمضان میں، آپ ﷺ نے فرمایا:

بل هي في رمضان یہ رمضان میں ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ سنا ہے یہ انبیاء کے ساتھ ہوتی ہے جب ان کا وصال ہوتا ہے تو کیا اسے اٹھا لیا جاتا ہے یا یہ قیامت تک باقی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بل هي الى يوم القيامة یہ قیامت تک باقی ہے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے۔ فرمایا اسے عشرہ اول اور عشرہ آخیر میں تلاش کرو۔ اس کے بعد کچھ دیر اور باتیں ہوتی رہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ

في اى العشرين؟ ان دونوں عشروں میں سے کس میں ہوتی ہے

فرمایا: اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

لا تسالني عن شيء بعدها اب اس کے بعد مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔

کچھ دیر ٹھہر کر میں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے آگاہ فرما دیجئے۔ آپ مجھ سے اتنے خفا ہوئے کہ اس قدر کبھی خفا نہیں ہوئے اور فرمایا:

ان اللّٰہ لوشاء لا طلعکم علیھا القسوھا فی السبع الاوخر	اگر اللہ تعالیٰ پسند فرماتا تو تمہیں اس سے آگاہ فرما دیتا، تم سات آخری راتوں میں تلاش کرو۔ (صحیح ابن خزیمہ ۳، ۳۲۱)

امام حاکم نے اسے روایت کر کے فرمایا، یہ شرائط مسلم پر صحیح روایت ہے، امام ذہبی نے امام حاکم کے اس حکم کو ثابت رکھا۔ (المستدرک، ۱، ۴۳۷)

امام اوزاعی سے مروی روایت میں یہ کلمات ہیں:

ان اللّٰہ لواذن لی لاخبرتکم ...... بھا فالتمسوھا فی العشر الاواخر فی احدی السبعین ولا تسئالنی عنھا بعد مرتك ھذہ	اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے اس کے بتانے کی اجازت دی ہوتی تو میں ضرور اس کے بارے میں آگاہ کر دیتا، تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو، اس کے بعد مجھ سے سوال نہ کرو۔

پھر آپ ﷺ صحابہ سے گفتگو فرمانے لگے، تھوڑی دیر کے بعد میں نے عرض کیا:

اقسمت علیك یا رسول اللّٰہ لتخبرنی ای السبعین ھی؟	یا رسول اللہ! آپ کو قسم مجھے بتائیں وہ کون سی ساتویں میں ہے۔

اس پر آپ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

لا ام لك ھی تکون فی السبع الاواخر (موارد الظمان ۹۲۶)	تیری ماں نہ ہو، یہ آخری ساتواں میں ہے۔

محدث بزار کے الفاظ یہ ہیں:

الم انهك عنها لو اذن لی لانباتك بها	کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا اگر میرے لئے رب کی طرف سے اجازت ہوتی تو میں تجھے اس کے بارے میں ضرور آگاہ کر دیتا۔

یہاں تو آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ مجھے اس کا علم ہے لیکن آگے بتانے سے منع فرما رکھا ہے۔

۳۔ صحابی کا اس قدر سوال کرنا:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ سے شب قدر کے بارے میں اس قدر سوالات کرنا بھی واضح کر رہا ہے کہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس سے آگاہ ہیں ورنہ اتنی دفعہ عرض نہ کرتے۔

۴۔ صحابی کو آگاہ فرمانا:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کافی دور ایک دیہات میں رہتا ہوں۔ بحمداللہ وہاں نماز ادا کرتا ہوں۔

فمرنی بلیلة انزلها الی هذا المسجد۔	مجھے آپ حکم دیں میں کون سی رات مسجد نبوی میں آپ کی خدمت میں آ کر بسر کیا کروں

آپ ﷺ نے فرمایا:

انزل لیلة ثلاث عشرین	رمضان کی تیسویں رات آیا کرو۔

یہ صحابی ہمیشہ تیئسویں رمضان کو مسجد نبوی میں آکر شب بیداری کرتے۔ لوگوں نے اس کے صاحبزادے سے پوچھا' بتاؤ آپ کے والد گرامی اس رات کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا وہ عصر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہو جایا کرتے۔

فلا یخرج الا لحاجة حتی صلی الصبح فاذا صلی الصبح وجدوابته علی باب المسجد فجلس علیها ولحق ببادیته

اور صبح تک مسجد سے بغیر کسی حاجت کے باہر نہ آتے' فجر کی نماز ادا کر کے اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات چلے جاتے (ابوداؤد:۱۹۶)

اس کے تحت فوائد بیان کرتے ہوئے شیخ عبدالرحمٰن حسن المیدانی رقمطراز ہیں:

فهذا یشعر ضمنا بان رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد ولہ علی افضل لیالی العشر الاخیر من رمضان وھی لیلة القدر

یہ حدیث ضمناً اس بات سے آگاہ کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو رمضان کے آخری عشرہ کی افضل رات کے بارے میں آگاہ فرمایا اور وہ شب قدر ہی ہے۔ (الصیام ورمضان:۱۹۲)

حافظ ابن عبدالبر اس حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں:

اما حدیث عبداللّٰہ بن انیس الجهنی فهو مشهور (التمهید ۲،۲۰۵)

حضرت عبداللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ والی حدیث مشہور کے درجہ پر فائز ہے۔

اسی صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں چھوٹا تھا' بنوسلم کے لوگوں کی ایک مجلس میں شریک تھا' انہوں نے کہا: کون ہے جو رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھے؟ میں نے کہا: یہ کام میں کروں گا۔ یہ اکیس رمضان کی بات ہے' میں نے اس دن مغرب کی نماز حضور ﷺ کی اقتداء میں ادا کی اور آپ کے حجرۂ انور کی چوکھٹ پر کھڑا ہو

گیا۔ آپ ﷺ تشریف لائے، مجھے اندر داخل ہونے کا فرمایا، پھر آپ نے رات کا کھانا کھایا، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: میرے نعل لاؤ۔ میں نے پیش کئے، میں بھی آپ کے ساتھ چلا، راستہ میں فرمایا:

كان لك حاجة	تمہیں کوئی کام تھا؟

میں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ ﷺ

ارسلني اليك رهط من بني سلمة يسالونك عن ليلة القدر	مجھے آپ کی خدمت میں بنوسلمہ کے لوگوں نے بھیجا ہے تاکہ شب قدر کے بارے معلوم کروں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: آج کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا: آج رمضان کی بائیسویں رات ہے، فرمایا:

هی الليلة ثم رجع فقال والقابلة يريد ليلة ثلث و عشرين	فرمایا یہی رات۔ پھر فرمایا آئندہ رات یعنی رمضان کی تیسویں رات ہے۔

(ابوداؤد: ۱، ۱۹۶)

جہنی کی رات:

چونکہ اس صحابی کا تعلق جہنی قبیلہ سے تھا، لہٰذا یہ رات اہل مدینہ کے ہاں لیلۃ الجہنی (جہنی کی رات، کے نام سے مشہور ہوئی)

امام ابن عبدالبر رمضان کی تیسویں رات کے بارے میں لکھتے ہیں:

هذه الليلة تعرف بليلة الجهنی بالمدينة۔ (اتحاف اھل الاسلام ۲۲۵)	مدینہ طیبہ میں یہ رات لیلۃ الجہنی کے نام سے معروف ہے۔

مسند ابن راہویہ میں ہے کہ قبیلہ بنو بیاضہ میں سے ایک صحابی تھے، جنہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دور رہتا ہوں، مجھے شب قدر کے بارے میں فرمایئے تا کہ میں بھی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جایا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

انزل لیلة ثلاث و عشرین	تم تیئسویں رمضان کو آجایا کرو۔

(مسند اسحاق بن راہویہ)

اگر تعیین کا علم نہ ہوتا تو آپ ﷺ تیئسویں کا تعیین نہ فرماتے۔

شبِ قدر اور اہل مدینہ کا معمول:

روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ اہل مدینہ، رمضان کی تیئسویں رات کو شب قدر کے طور پر منایا کرتے تھے، یعنی اس میں خصوصی عبادت اور دعا کا اہتمام کیا کرتے۔ شیخ ابن رجب، امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ غالب گمان یہی ہے کہ شب قدر تیئسویں رمضان ہے، پھر لکھتے ہیں:

وهذا قول اهل المدينة وحكاه سفيان الثوری عن اهل مكة والمدينة (لطائف المعارف ۳۵۸)	یہ اہل مدینہ کا قول ہے، اسے حضرت سفیان ثوری نے اہل مکہ و مدینہ سے بیان کیا ہے۔

شبِ قدر کے بارے میں مختلف بزرگوں کے معمولات بیان کرتے ہوئے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے استاذ حضرت ایوب السختیانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں:

وکان ایوب السختیانی یغتسل لیلة ثلاث و عشرین و اربع	حضرت ایوب السختیانی تیئسویں اور چوبیسویں رات کو غسل کرتے نئے کپڑے

وعشرين ويلبس ثوبين جديدين والستجمر و يقول ليلة ثلاث وعشرين هى ليلة اهل المدينة والتى تليها ليلتنا يعنى للبصرين

پہنتے، خوشبو لگاتے اور فرماتے تیسویں اہل مدینہ کی رات ہے اور چوبیسویں اہل بصرہ کی۔

(لطائف المعارف ۳۵۹)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

كان حميد و ايوب و ثابت يحتاطون فيجمعون بين الليتالتين عنى ليلة ثلاث و اربع (لطائف المعارف ۳۵۹)

حضرت حمید، حضرت ایوب اور حضرت ثابت احتیاطاً تیسویں اور چوبیسویں دونوں رات میں شب بیداری کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر مکی اہل مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان قول اهل المدينة وحكاه سفيان الثورى عن اهل مكة ايضاً انها ليلة ثلاث و عشرين و عليه مكحول و كانت عائشة وابن عباس يوقظان اهلهما فيها (اتحاف اهل الاسلام ۲۲۵)

اہل مدینہ کا قول اور بقول حضرت سفیان ثوری کے اہل مکہ کا بھی یہی قول ہے کہ شب قدر تیسویں رات ہے، امام مکحول کی یہی رائے ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس رات میں اپنے گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

۵۔ ایک اور صحابی کو مطلع فرمایا:

مذکور صحابی کے علاوہ بھی ایک صحابی کو لیلۃ القدر کے بارے میں آگاہ فرمایا، مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بوڑھا آدمی ہوں، مجھ پر روزے رکھنا دشوار ہیں۔

فمرني بليلة لعل الله تعالى يوفقني فيها لليلة القدر

مجھے ایسی رات بتا دیں جس میں اللہ تعالیٰ مجھے شب قدر عطا فرما دے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

عليك بالسابعة (مسند احمد)

تم ساتویں رات عبادت کرو۔

حافظ ابن حجر مکی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور فرمایا لفظ سابعۃ میں دو احتمال ہیں اس سے سابقہ تیسویں یا آئندہ ستائیسویں بھی مراد ہو سکتی ہے، تو ممکن ہے اس سے مراد بھی تیسویں رات ہی ہو۔ (اتحاف ۲۲۶)

امام ہیثمی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا:

ورجاله رجال الصحيح

اس روایت کے رجال، صحیح کے رجال ہیں۔ (مجمع الزوائد ۳:۱۷۶)

شیخ ابن رجب کا اس پر تبصرہ یہ ہے۔

واسناده على شرط البخاري

اس کی سند امام بخاری کے شرائط پر ہے۔

۶۔ حضرت سفیان بن عیینہ کا قول:

بخاری میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول منقول ہے:

ما كان في القرآن ما ادراك فقد اعلمه وما قال يدرك فانه لم يعلمه (البخاری، باب فضل لیلۃ القدر)

قرآن میں جس چیز کا بیان ''وما ادراک'' کے ساتھ ہے اس کا آپ کو علم عطا کیا گیا ہے اور جس کا ذکر ''یدرک'' کے ساتھ ہے اس کا علم آپ کو نہیں۔

شیخ ابو حاتم رازی سے ان کا یہ قول ان الفاظ میں منقول ہے:

كل شيء في القرآن وما ادراك فقد اخبره به وما يدريك فلم يخبره به (عمدة القاری ۱۱: ۱۳۰)

جس کا ذکر قرآن میں وما ادراک سے ہے اس پر آپ ﷺ کو مطلع کیا گیا ہے اور جس کا تذکرہ یدریک سے ہے اس کی خبر آپ ﷺ کو نہیں دی گئی۔

حافظ ابن حجر اس قول کے تحت رقمطراز ہیں:

ومقصود ابن عيينه انه صلى الله عليه وسلم كان يعرف تعيين ليلة القدر (فتح الباری ۴: ۱۳۰)

امام ابن عینیہ کا مقصود یہ ہے کہ آپ ﷺ شب قدر کو معین طور پر جانتے تھے۔

دوسرے حصہ کا ردّ:

مذکورہ ضابطہ کے پہلے حصہ کو تسلیم کیا گیا ہے مگر دوسرے حصہ کو کامل طور پر نہیں بلکہ جزوی طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ محدثین کرام نے اس پر سوال اٹھایا ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ

وما يدريك لعله يزكىٰ

اور تمہیں کیا معلوم شاید! وہ ستھرا ہو۔

میں نازل ہوئی ہے اور آپ ﷺ ان کے حال سے واقف تھے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

وقد تعقب هذا الحصر بقوله تعالىٰ لعله يزكى فانها نزلت في ابن ام مكتوم وقد علم صلى الله عليه وسلم بحاله وانه ممن تزكى و نفعته الذكرى (فتح الباری ۴: ۳۰۶)

اس حد بندی پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی و مایدریك لعله يزكى سے اعتراض کیا گیا کہ یہ آیت مبارکہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی اور آپ ﷺ ان کے بارے میں خوب جانتے تھے کہ

وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو تزکیہ پانے والے اور نصیحت سے نفع اُٹھانے والے ہیں

یعنی ان کا یہ کہنا کہ یہاں ''وما یدریك'' کا لفظ آیا ہے اس کا علم حضور ﷺ کو عطا کیا گیا محلِ نظر ہے کیونکہ مذکورہ آیات میں ''وما یدریك'' ہے حالانکہ آپ ﷺ کو اس کا علم تھا۔

۷۔ محدثین کی تائید:

یہ بات تو مسلمہ ہے کہ اس سال شبِ قدر کی تعیین کا علم اُٹھالیا گیا لیکن محدثین نے یہاں یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا اس کے بعد آپ ﷺ کو اس کی تعیین کا علم تھا یا نہیں؟

امام بدر الدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی دونوں نے ان الفاظ میں سوال ذکر کیا ہے:

لما تقرر ان الذی ارتفع علم تعیینها فی تلك مالسنة فهل اعلم النبی صلی الله علیه وسلم بعد ذالك بتعیینها	جب یہ بات ثابت ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھا لیا گیا ہے تو اس کے بعد حضور ﷺ اس کا معین طور پر علم رکھتے تھے۔

اور دونوں نے جواب میں حضرت سفیان بن عیینہ کے حوالے سے کہا:

انه اعلم بعد ذلك تعیینها (عمدۃ القاری ۱۱، ۱۳۸، فتح الباری ۴: ۲۱۷)	اس سال کے بعد آپ ﷺ کو شب قدر کی تعین کا علم تھا۔

اور دور قریب کے عظیم محدث شیخ عبداللہ الصدیق الغماری اس مسئلہ پر رقمطراز ہیں:

قلت والصحیح انه صلی الله علیه وسلم کان یعلمها (غایۃ الاحسان ۵۳)	صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ شب قدر کے بارے میں علم رکھتے تھے۔

الغرض ان سات شواہد سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ سرور عالم ﷺ کو شب قدر کا معین طور پر علم تھا' اس کا انکار ہر گز مناسب نہیں۔

اشکال کا جواب:

یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اس کا جواب بھی دینا ضروری ہے۔ اشکال یہ ہے شیخ محمد بن نصر نے حضرت واہب المفاخری سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہما سے عرض کیا:

هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم ليلة القدر؟	کیا رسول اللہ ﷺ شب قدر کے بارے میں جانتے تھے؟

انہوں نے فرمایا:

لالو علمها لما اقام الناس غيرها (فتح الباری ۴: ۲۱۷)	نہیں اگر جانتے ہوتے تو لوگوں سے دیگر راتوں میں قیام نہ کرواتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ ان کا یہ قول محض اجتہاد ہے حتمی بات نہیں کیونکہ

لاحتمال ان يكون التعبد وقع بذلك ايضاً فيحصل الاجتهاد في جميع العشر (فتح الباری ۴: ۲۱۷)	یہ بھی تو احتمال ہے کہ اس ذریعہ سے بھی عبادت کی جائے تاکہ پورے عشرہ میں عبادت الٰہی میں محنت وجدوجہد رہے۔

ارشاد نبوی سے تائید:

حافظ ابن حجر کی رائے پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی شاہد ہے جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لولا ان تترك الناس الصلوٰة الا تلك الليلة الاخبر تك

اگر لوگ اس رات کے علاوہ (بقیہ راتوں) میں عبادت ترک نہ کردیں تو میں شب قدر پر مطلع کردوں۔

(مجمع الزوائد ۳: ۱۷۸)

یعنی مخفی رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ بارگاہ خداوندی میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

سوال: لیلۃ القدر کا ایک تنقیدی و تحقیقی جائزہ پیش کریں؟

جواب:

❁ سنن ابن ماجہ ابواب الصیام کے باب ما جاء فی فضل شہر رمضان میں ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رمضان جب آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ مہینہ تم پر آگیا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو اس رات سے محروم رہا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا، اور محروم وہی رہے گا جس کی قسمت میں محرومی ہے۔

احادیث میں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی مختلف راتوں میں تلاش کرنے کے واضح ارشادات موجود ہیں۔ آخری عشرے اور اس کی مختلف راتوں کے متعلق شبِ قدر کے حوالے سے چند ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

آخری عشرہ:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جتنی عبادت

الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِیْ	رمضان کے آخری عشرہ میں کرتے تھے'
غَيْرِهٖ۔ (رواہ مسلم)	اتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

یہ حدیث مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلہا میں ہے۔

یہ حدیث سنن ابن ماجہ شریف' ابواب الصیام کے باب فی فضل العشر الاواخر میں ہے۔

یہ حدیث ترمذی ابواب الصوم میں بھی ہے۔

اس سے اگلی حدیث میں ہے:

(۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا	جب آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى	کمر بستہ ہو جاتے اور راتوں کو خود
لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔ (متفق علیہ)	جاگتے اور گھر والوں کو جگاتے۔

یہ حدیث سنن ابوداؤد شریف میں تفریع ابواب شہر رمضان میں ہے۔

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان میں ہے۔

یہ حدیث سنن ابن ماجہ ابواب الصیام میں بھی ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۳، صفحہ ۲۲۱ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مِیْزَرًا ازار سے بنا بمعنی تہبند یا پائجامہ' لفظی معنی ہوئے اپنا تہبند باندھ لیتے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد ہے شاق کاموں کیلئے تیار ہو جاتے' جیسے کہا جاتا ہے اُٹھ باندھ کمر کیا بیٹھا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ مقصد یہ ہو کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں ازواج مطہرات سے قطعاً علیحدہ رہتے' اعتکاف کی وجہ سے بھی اور زیادہ عبادتوں میں

مشغولیت کے سبب سے بھی۔

نبی کریم ﷺ اس عشرہ کی راتوں میں قریباً تمام رات جاگتے تھے۔ تلاوت قرآن، نوافل، ذکر اللہ میں راتیں گزارتے تھے اور ازواجِ مطہرات کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔

(۳) مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلھا میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ كَانَ مُلْتَمِسَهَا فَلْيَلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص شب قدر کو ڈھونڈنا چاہتا ہے وہ اس کو (رمضان کے) آخری عشرے میں تلاش کرے۔

(۴) سنن ابن ماجہ، ابواب الصیام، باب فی لیلۃ القدر میں ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھے تو آپ نے فرمایا: مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی لیکن میں اسے بھول گیا ہوں، اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

(۵) ترمذی شریف، ابواب الصوم، باب ماجاء فی لیلۃ القدر میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں اعتکاف بیٹھتے اور ارشاد فرماتے: رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

آگے فرماتے ہیں:

ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر آخری دس راتوں میں پھرتی ہے۔

آخری عشرہ کی تمام طاق راتیں:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر میں ہے۔

(۲) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی دوسری فصل میں ہے:

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْتَمِسُوْهَا يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِيْ تِسْعٍ يَّبْقَيْنَ اَوْ فِيْ سَبْعٍ يَّبْقَيْنَ اَوْ فِيْ خَمْسٍ يَّبْقَيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ اَوْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ لیلۃ القدر کے بارے میں اکیسویں، تیسویں، پچیسویں یا ستائیسویں، انتیسویں رات کو تلاش کرو۔ (ترمذی)

(۳) مسلم کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلھا میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاٰى رَجُلٌ اَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَاطْلُبُوْهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رمضان کی ستائیسویں شب میں لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری دس دنوں میں واقع ہوا ہے، پس لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(۴) بخاری شریف کتاب الصیام کے باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر میں ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا۔ آپ بیس تاریخ کی صبح کو باہر تشریف لے گئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے شب قدر دکھائی دی گئی تو میں اُسے بھول گیا یا وہ مجھے بھلا دی گئی۔ پس اُسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو، اور میں نے دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے اُسے لوٹ جانا چاہیئے۔ ہم لوٹ گئے اور ہمیں آسمان میں کوئی بادل نظر نہیں آتا تھا، چنانچہ ایک بدلی آئی اور برسنے لگی یہاں تک کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی جو کھجور کی شاخوں کی تھی، نماز قائم کی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ مٹی کا نشان میں نے آپ کی مبارک پیشانی میں دیکھا۔

آخری عشرہ کی آخری سات راتیں:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ	عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ
رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب نے	اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
خواب میں شب قدر کو رمضان کی آخری	وَسَلَّمَ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ
سات راتوں میں دیکھا۔ اس سلسلہ میں	فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ
نبی علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہارے	اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى
خوابوں میں مماثلت دیکھتا ہوں، تم میں	رُءْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ

الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

سے شب قدر کا متلاشی شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

(متفق علیہ)

یہ حدیث مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر میں ہے۔

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر میں ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مراۃ شرح مشکوٰۃ (جلد ۳، ص ۲۱۷) میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"اے صحابہ تمہاری خوابیں شخصی تعین میں تو مختلف ہیں مگر نوعی تعیین میں متفق ہیں کہ ہر شخص نے اسے رمضان کے آخری ہفتہ میں دیکھا"

(۲) صحیح مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلھا میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔

یہ حدیث ابوداؤد شریف' ابواب شھر رمضان کے باب من روی فی السبع الاواخر میں بھی ہے۔

(۳) مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلھا میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَاِنْ ضَعُفَ اَحَدُكُمْ اَوْ عَجَزَ فَلَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو اگر تم میں سے کسی شخص کو ضعف یا عجز لاحق ہو تو وہ

يَغْلِبَنَّ عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِيْ

آخری سات دنوں کے اندر تلاش کرنے میں سستی نہ کرے۔

آخری عشرہ کی آخری سات راتوں کی طاق راتیں:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِیْ تَاسِعَةٍ تَبْقٰی فِیْ سَابِعَةٍ تَبْقٰی فِیْ خَامِسَةٍ تَبْقٰی

(رواہ البخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو (خصوصیت کے ساتھ) پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں۔

(بخاری)

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب **تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر** میں ہے۔

(۲) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی تیسری فصل میں ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰی اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتانے کیلئے حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آپ نے دو مسلمانوں کو آپس میں جھگڑتے دیکھ کر فرمایا میں تو باہر اس لئے آیا تھا کہ تمہیں

لَكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِى التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ (رواہ البخاری)

لیلۃ القدر کے بارے میں بتاؤں لیکن فلاں اور فلاں کے جھگڑے کی وجہ سے اس کی شناخت اٹھالی گئی، اب ممکن ہے کہ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہو لہٰذا اب اس کو پچیسویں یا ستائیسویں اور انتیسویں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر میں ہے۔

آخری طاق رات یعنی انتیسویں رمضان:

ترمذی شریف، ابواب الصیام کے باب ماجاء فی لیلۃ القدر میں ہے:

عُیَیْنَہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں، مجھ سے میرے والد صاحب نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ابوبکرہ کے پاس لیلۃ القدر کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: میں اسے تلاش نہیں کرتا کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ایک بات سنی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو وہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہے، نیز میں نے سنا، آپ نے فرمایا: اسے تلاش کرو جب نو یا سات یا پانچ یا تین راتیں یا آخری رات باقی رہ جائے۔

ابوبکرہ رمضان کے پہلے بیس دنوں میں عام دنوں کی طرح نماز پڑھتے، جب آخری دس دن شروع ہوتے تو کوشش کرتے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ستائیسویں رمضان المبارک:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی دوسری فصل میں ہے:

عَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَّقُوْلُ مَنْ يَّقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِیْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِیْ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِاَیِّ شَیْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْبِالْاٰيَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا

(رواہ مسلم)

حضرت زر ابن حبیش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا کہ آپ کے بھائی جناب عبداللہ ابن مسعود یہ کہتے ہیں کہ جو شخص روزانہ شب بیداری کرتا ہو وہ لیلۃ القدر کو پالے گا۔ ابی بن کعب نے فرمایا: اللہ ان پر رحمت فرمائے۔ انہوں نے لوگوں کو مشقت میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ رمضان میں اور اس کے بھی آخری عشرہ میں اور ستائیسویں شب کو ہے (لوگ صرف اسی رات کو عبادت کریں گے) پھر جناب ابی بن کعب نے بغیر انشاء اللہ کہے قسم کے ساتھ کہا کہ وہ ستائیسویں شب کو ہے راوی کہتے ہیں میں نے جناب ابی سے سوال کیا کہ آپ اے ابوالمنذر اتنے یقین سے کس طرح کہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اس علامت کی وجہ سے یا نشانی کی وجہ

سے (شک راوی) جو ہمیں نبی علیہ السلام نے بتائی ہے کہ اس دن سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس میں تیز روشنی نہیں ہوتی۔ (مسلم)

یہ حدیث مسلم شریف باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلھا میں ہے۔

یہ حدیث ترمذی شریف ابواب الصوم میں بھی ہے۔

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرأۃ شرح مشکوٰۃ (جلد۳، ص ۲۲۰) میں لکھتے ہیں:

(۱) حضرت زِر ابن حُبَیش جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ آپ زبردست قاری تھے۔ حضرت ابن مسعود ابی بن کعب کے ساتھیوں میں سے تھے۔

(۲) شب بیداری سے مراد نمازِ تہجد پڑھنا ہے کیونکہ تمام سال پوری رات جاگنا شرعاً ممنوع ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے)

(۳) میرا بھی گمان غالب قریباً یقین ہے اور حضرت ابن مسعود کا بھی کہ شب قدر ستائیسویں رمضان کی رات ہے مگر انہوں نے اس کا اظہار محض اس لئے نہ کیا کہ تم لوگ اس کی تلاش نہ چھوڑ دو۔ تلاش میں لگے رہو تو ثواب پاتے رہو اس لئے کہ اچھی چیز کی تلاش بھی اچھی ہے۔

(۴) آپ نے بغیر انشاء اللہ کہے قسم کھائی کہ وہ ستائیسویں شب ہے یعنی یوں فرمایا کہ قسم خدا کی شب قدر ستائیسویں رمضان کی شب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسائل اجتہادیہ پر قسم کھائی جا سکتی ہے۔

سنن ابوداؤد شریف' ابواب شہر رمضان' کے باب من قال سبع و عشرون میں ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔
قَالَ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَ عِشْرِيْنَ شب قدر ستائیسویں رات کو ہوتی ہے۔

یہ حدیث صحیح ابن حبان جلد ۸، ص ۴۳۷، سنن کبریٰ جلد ۴، ص ۳۱۲، معجم کبیر جلد ۱۹، ص ۳۰۱ میں بھی ہے۔

حضرت ابن عباس کی ایک روایت میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں' سات آسمان' (ہفتہ کے) سات دن بنائے' زمانہ بھی سات کے عدد میں گھومتا ہے' انسان کی تخلیق بھی سات درجات میں فرمائی' انسان سات زمینی چیزیں کھاتا ہے' سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے' طواف میں سات چکر ہیں اور شیاطین کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہے۔ (فضائل الاوقات للبیہقی ص ۲۴۳)

اور دوسری روایت میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی (سورہ فاتحہ کی سات آیتیں) عطا فرمائی' جن عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے نکاح حرام کیا وہ بھی سات قسم پر ہیں' قرآن مجید میں سات قسم کے لوگوں کے حصے بیان فرمائے ہیں اور صفا و مروہ کے بھی چکر سات ہی ہیں۔ (درمنثور)

امام رازی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ

لیلۃ القدر کے حرف نو ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید میں تین بار ذکر کیا گیا ہے جن کا حاصلِ ضرب ستائیس ہے اس لئے یہ رات ستائیسویں شب ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۳۲، ص ۳۰)

حضرت عبدہ بن ابی لبابہ تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو سمندر کا پانی چکھا تو وہ نہایت شیریں تھا۔ (شعب الایمان جلد ۳، ص ۳۳۲)

امام رازی لکھتے ہیں:

حضرت عثمان ابن ابوالعاص کا ایک غلام تھا جو سال ہا سال سے جہازوں کی ملاحی کرتا تھا' ایک دن اسے کہنے لگا کہ "دریا کے عجائبات میں ایک چیز میرے مشاہدے میں آئی ہے کہ میری عقل حیران ہے۔ وہ یہ کہ دریائے شور کا پانی سال میں ایک رات میٹھا ہو جاتا ہے"۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ جب وہ رات آئے تو مجھے بتانا تاکہ میں معلوم کروں کہ وہ کون سی رات ہے اور اس کی عظمت کیا ہے؟ اس نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کے متعلق کہا کہ یہ وہی رات ہے (تفسیر کبیر)

ابوعثمان الزاہد کہتے ہیں کہ میں نے ابومحمد مصری کو مکہ مکرمہ میں بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں مصر کی ایک جامع مسجد میں معتکف تھا' میرے پاس ابوعلی اللعکی تشریف لائے تھے' مجھے نیند آ گئی' میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ جیسے آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتے تکبیر و تہلیل پڑھتے ہوئے اُتر رہے ہوں' چنانچہ میں بیدار ہوا اور جی میں کہنے لگا کہ آج کی رات ضرور لیلۃ القدر محسوس ہوتی ہے' یہ ستائیسویں رات کی بات ہے۔ (فضائل الاوقات ص ۲۴۹)

پچیسویں رمضان المبارک:

(۱) سنن ابوداؤد شریف' باب فی لیلۃ القدر میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ — حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ رَمَضَانَ فِيْ تَاسِعَةٍ تَبْقٰى وَفِيْ سَابِعَةٍ تَبْقٰى وَفِيْ خَامِسَةٍ تَبْقٰى

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو جبکہ نو راتیں، سات راتیں یا پانچ راتیں باقی ہوں (یعنی اکیسویں، تیئسویں، اور پچیسویں رات کو)

(۲) تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لیلۃ القدر پچیسویں رات ہے۔

تیئسویں رمضان المبارک:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی دوسری فصل میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ بَادِيَةً اَكُوْنُ فِيْهَا وَاَنَا اُصَلِّيْ فِيْهَا بِحَمْدِ اللّٰهِ فَمُرْنِيْ بِلَيْلَةٍ اَنْزِلُهَا اِلٰى هٰذَا الْمَسْجِدِ فَقَالَ انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ قِيْلَ لِابْنِهٖ كَيْفَ كَانَ اَبُوْكَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ اِذَا صَلَّى الْعَصْرَ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَاِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهٗ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میں جنگل میں رہتا ہوں[۱] اور اللہ کے فضل و کرم سے وہیں مصروف عبادت رہتا ہوں[۲]۔ آپ مجھے ایک رات بتا دیں تاکہ اس رات میں مسجد حاضر ہو جایا کروں[۳] تو آپ نے فرمایا تم رمضان کی تیئسویں تاریخ کو مسجد میں آیا کرو[۴] (راوی کہتے ہیں) جب جناب عبداللہ کے بیٹے سے معلوم کیا گیا کہ تمہارے

فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَلَحِقَ بِبَادِيَتِهٖ

(رواہ ابوداؤد)

والد کس طرح عمل کرتے تھے تو انہوں بتایا کہ وہ عصر کی نماز کے بعد مسجد میں آ جاتے تھے۵ اور اس کے بعد کسی ضرورت کے علاوہ مسجد سے نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ فجر کی نماز سے۶ فارغ ہونے کے بعد اپنی سواری مسجد کے دروازہ پر پاتے اور اوراس پر بیٹھ کر جنگل چلے جاتے۔۷

(ابوداؤد)

یہ حدیث ابوداؤد شریف، تفریع ابواب شہر رمضان میں ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مراٰۃ شرح مشکوٰۃ (جلد۳، ص۲۲۳) میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن اُنیس کہتے ہیں کہ میرا مکان مدینہ منورہ سے دُور اپنی زمین میں واقع ہے۔ جہاں میرا کنواں، باغ وغیرہ ہے۔ وہاں ہی میرے جانور رہتے ہیں اور وہاں ہی میرے بال بچے۔ عرب میں یہ بات عام مروّج تھی کہ باغوں، زمینوں والے اپنی زمینوں میں رہتے تھے۔

(۲) اس طرح کہ اس زمین میں مَیں نے مسجد بنالی ہے، جہاں ہم سب گھر والے باجماعت نمازیں پڑھ لیا کرتے ہیں جیسا کہ پنجاب میں کنوؤں کی مسجدوں میں ہوتا ہے۔ لہٰذا ان صحابی پر ترکِ جماعت کا اعتراض نہیں ہوسکتا۔

(۳) یعنی مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو جایا کروں، رات بھر نوافل پڑھنے کیلئے یعنی شب قدر کے متعلق بتادیں تاکہ زمان اور مکان دونوں کی برکتیں حاصل کرلیا کروں۔

شبِ قدر ہو، مسجدِ نبوی کی زمین پاک ہو اور میری جبینِ نیاز ہو اس طرح نوافل ادا کر لیا کروں۔ رب تعالیٰ ہم کو بھی کبھی یہ سعادت میسر کرے۔ (آمین)

(۴) تیئسویں رمضان کی رات یہاں آکر شب بیداری اور نوافل ادا کیا کرو کہ یہ رات شبِ قدر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کو شبِ قدر کا علم دیا گیا۔

(۵) یعنی میرے والد بائیسویں رمضان کی عصر پڑھ کر مسجدِ نبوی میں داخل ہو جاتے تھے۔ ظاہر یہ ہے کہ نماز عصر اپنے گھر پڑھ کر آتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ نماز عصر یہاں مسجدِ نبوی شریف میں ہی پڑھتے ہوں۔ تب داخلہ سے مراد ٹھہرنے کا داخلہ ہوگا۔ اس طرح کہ یہاں عصر پڑھی، پھر ضروریات سے فارغ ہوئے، پھر رات بھر قیام کے ارادے سے مسجد میں آئے۔

(۶) ظاہر یہ ہے کہ حاجت سے مراد مطلق ضرورت ہے تو آپ تمام ضروریاتِ انسانی سے ایسے فارغ ہو کر مسجد میں داخل ہوتے تھے کہ پھر وضو کیلئے بھی باہر نہ آتے تھے۔ وضو ٹوٹتا ہی نہ تھا، اس جملہ کی اور بہت شرحیں کی گئی ہیں مگر یہ شرح بہت ہی مناسب ہے۔

خیال رہے کہ آپ معتکف نہ ہوتے تھے کیونکہ فرضی اعتکاف تو چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے اور اعتکاف سنت رمضان کے پورے آخری عشرے کا، اور اعتکاف نفلی ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے، مگر اس میں مسجد سے باہر آنا ممنوع نہیں، جب چاہے معتکف باہر آجائے اور جب چاہے اندر جائے اور پھر نیت اعتکاف کرے۔ لہٰذا جن شارحین نے اس سے اعتکاف سمجھا وہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ آپ اس رات کی حاضری کو غنیمت جانتے تھے اور ایک منٹ کیلئے بھی باہر نہ آتے تھے۔

(۷) اور پھر شہر میں کبھی کبھار آتے، اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اس رات کو وہ شبِ قدر جان کر یہ عبادت کرتے تھے جیسا کہ مرقات میں ہے۔

(۲) صحیح مسلم کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلھا میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن انیس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے شب قدر دکھائی گئی، پھر بھلا دی گئی، پھر میں نے دیکھا کہ میں شب قدر کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ حضرت ابن انیس کہتے ہیں کہ تئیسویں شب بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کے نشان تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس تئیسویں شب کو شب قدر کہتے ہیں۔

اکیسویں رمضان المبارک:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِىْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اِنِّىْ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِيْتُ فَقِيْلَ لِىْ اِنَّهَا فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِىَ فَلْيَعْتَكِفْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ابتدا میں رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف چھوٹے ترکی خیمہ میں کیا اس اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا تو میں لیلۃ القدر کو تلاش کرتا رہا پھر میں نے دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا تو مجھ سے ایک فرشتہ نے آکر کہا کہ لیلۃ القدر تو رمضان کے آخری عشر

الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَاَيْتُنِىْ اَسْجُدُ فِىْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ مِّنْ صَبِيْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِىْ كُلِّ وِتْرٍ قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَاىَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى جَبْهَتِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صَبِيْحَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فِى الْمَعْنٰى وَ اللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فَقِيْلَ لِىْ اِنَّهَا فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْبَاقِىْ لِلْبُخَارِىِّ وَفِىْ رِوَايَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ لَيْلَةِ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ (رواہ مسلم)

میں ہے اب جو میری سنت کے اتباع میں اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ مجھے یہ رات خواب میں دکھائی گئی ہے لیکن بعد میں اس کا خیال میرے ذہن سے محو کر دیا گیا اور صبح کو میں نے دیکھا کہ میں گیلی کیچڑ جیسی زمین میں محو سجدہ ہوں لہٰذا تم اس (لیلۃ القدر) کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں اس وقت بارش ہوئی تھی اور مسجد نبوی کی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چھت کے ٹپکنے کی وجہ سے فرش پر کیچڑ ہوئی تھی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پانی اور مٹی کا اثر دیکھا تھا اور یہ اکیسویں تاریخ کی صبح تھی۔ امام مسلم کی روایت صرف عشرہ اواخر تک کا ذکر ہے اور مکمل متن حدیث امام بخاری سے منقول ہے اور جناب عبداللہ بن انیس کی روایت میں یہ تذکرہ تیئسویں رات کا ہے۔ (مسلم)

یہ حدیث مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر میں ہے۔

یہ حدیث سنن ابوداؤد شریف' باب فی لیلۃ القدر میں ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرآۃ شرح مشکوٰۃ (جلد ۳، ص ۲۱۹) میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے (چھوٹا خیمہ) مسجد میں لگایا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معتکف مسجد میں اپنے لئے جگہ خاص کر لیتا ہے' جہاں چادر وغیرہ تان لے' جس میں بغیر اجازت کوئی نہ آسکے۔

(۲) صاحب مرقاۃ نے یہاں فرمایا کہ غالباً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی علامت بتائی گئی تھی' پھر وہ بلادی گئی تاکہ اُمت اس کی تلاش میں کوشش کرے اور ثواب پائے۔

(۳) یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ اس سال شبِ قدر میں بارش ہوگی' مسجد نبوی شریف ٹپکے گی جس سے مسجد میں کیچڑ ہو جائے گا اور ہم اس کیچڑ میں نماز فجر ادا کریں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر سال شبِ قدر میں بارش ہوا کرے گی اور ہم کیچڑ میں فجر پڑھا کریں گے۔

(۴) معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ قدر بالکل نہیں بھلائی گئی تھی بلکہ اس کا تقرر و تعیین بھلا دیا گیا تھا' اس لئے فرمایا کہ شبِ قدر آخری عشرہ رمضان کی طاق تاریخوں تئیسوں' پچیسویں وغیرہ میں ہے ڈھونڈو۔

اس حدیث کی وجہ سے بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ شبِ قدر اکیسویں رمضان میں ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اُس سال اکیسویں شب تھی ہمیشہ نہیں۔

ہم عرض کر چکے ہیں کہ دلائل ہر رات کے متعلق موجود ہیں مگر ستائیسویں شب کے دلائل ہی قوی اور زیادہ ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ میں پیشانی زمین پر ضرور لگائے اگر چہ فرش پر معمولی کیچڑ ہو، اور نماز میں پیشانی وغیرہ پونچھے نہیں، مٹی کیچڑ لگنے دے، ہاں بعد نماز پونچھ ڈالے کہ یہ عبادت کا اثر ہے جس کے اظہار میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

۞ ترمذی شریف، ابواب الصوم، باب ماجاء فی لیلۃ القدر میں ہے:

امام شافعی فرماتے ہیں: میرے نزدیک اکیسویں رات کی روایت زیادہ قوی ہے

امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قسم کھاتے کہ وہ اکیسویں رات ہے اور فرماتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی نشانی بتائی، ہم نے اسے شمار کیا اور یاد رکھا

شب قدر کی علامات:

۞ صحیح مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلھا میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَذَاکَرْنَا لَیْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَذْکُرُ حِیْنَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شب قدر کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کس کو یاد ہے؟ شب قدر اس شب میں ہے جس میں چاند طشت کے ٹکڑے کی طرح طلوع ہوتا ہے۔

۞ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

یہ ایک نرم، چمکدار رات ہے، نہ گرم نہ سرد، اس کی صبح کو سورج کمزور اور سرخ طلوع ہوتا ہے۔ (شعب الایمان جلد ۳، صفحہ ۲۴۰، ابن خزیمہ جلد ۳، صفحہ ۳۳۱)

۞ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

وہ چمکدار کھلی ہوئی ہے، صاف و شفاف اور معتدل، نہ گرم نہ سرد، گویا اس میں

چاند کھلا ہوا ہے اور اس کے بعد کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل برابر' ٹکیہ کی طرح' جیسا کہ چودھویں رات کا چاند شیطان اس دن کے سورج کے ساتھ نہیں نکل سکتا۔ (مسند احمد جلد ۵، صفحہ ۳۲۴، مجمع الزوائد جلد ۳، صفحہ ۱۷۵)

- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم جلد ۱، صفحہ ۲۷۰، ابوداؤد جلد ۱، صفحہ ۱۹۵، ترمذی جلد ۱، صفحہ ۹۸، مشکوۃ صفحہ ۱۸۲)

* * *

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے

محبت کی باتیں

تالیف

ابو کلیم محمد صدیق فانی مدظلہ

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

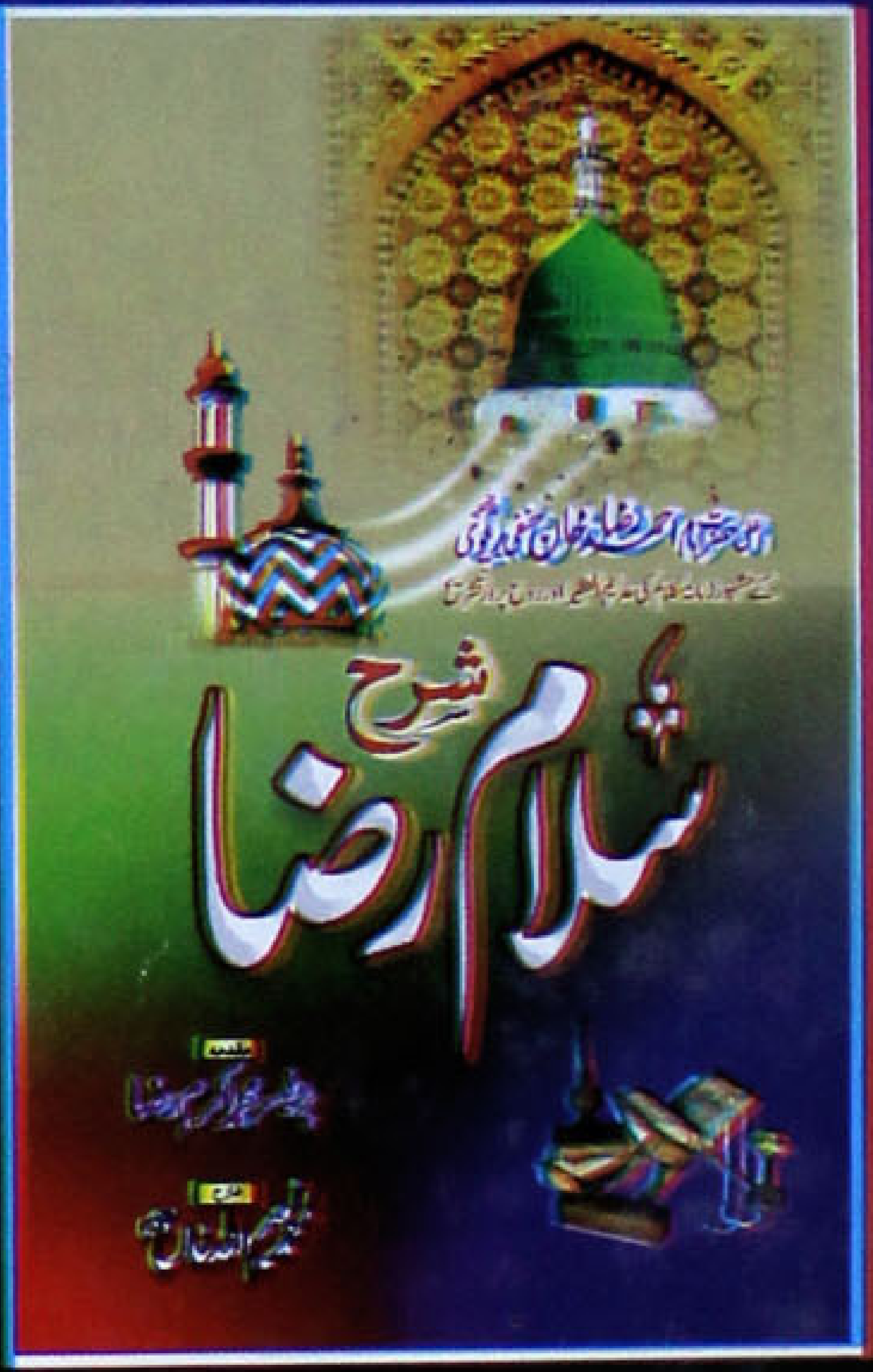
شرح سلام رضا

مقدمہ پروفیسر محمد اکرم رضا

شرح نعیم اللہ خان

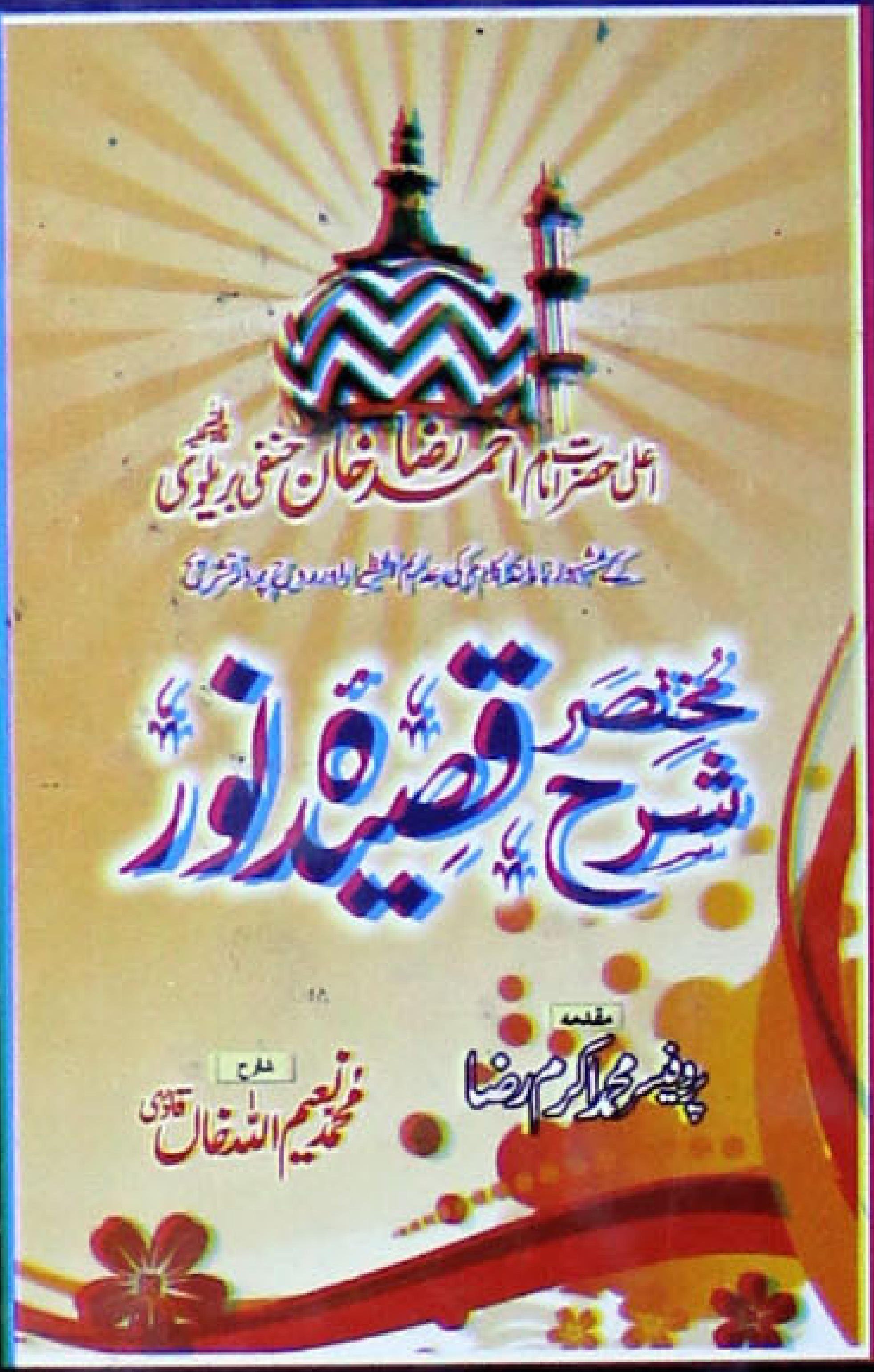
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی

مختصر شرح قصیدۂ نور

مقدمہ پروفیسر محمد اکرم رضا

شرح محمد نعیم اللہ خان قادری

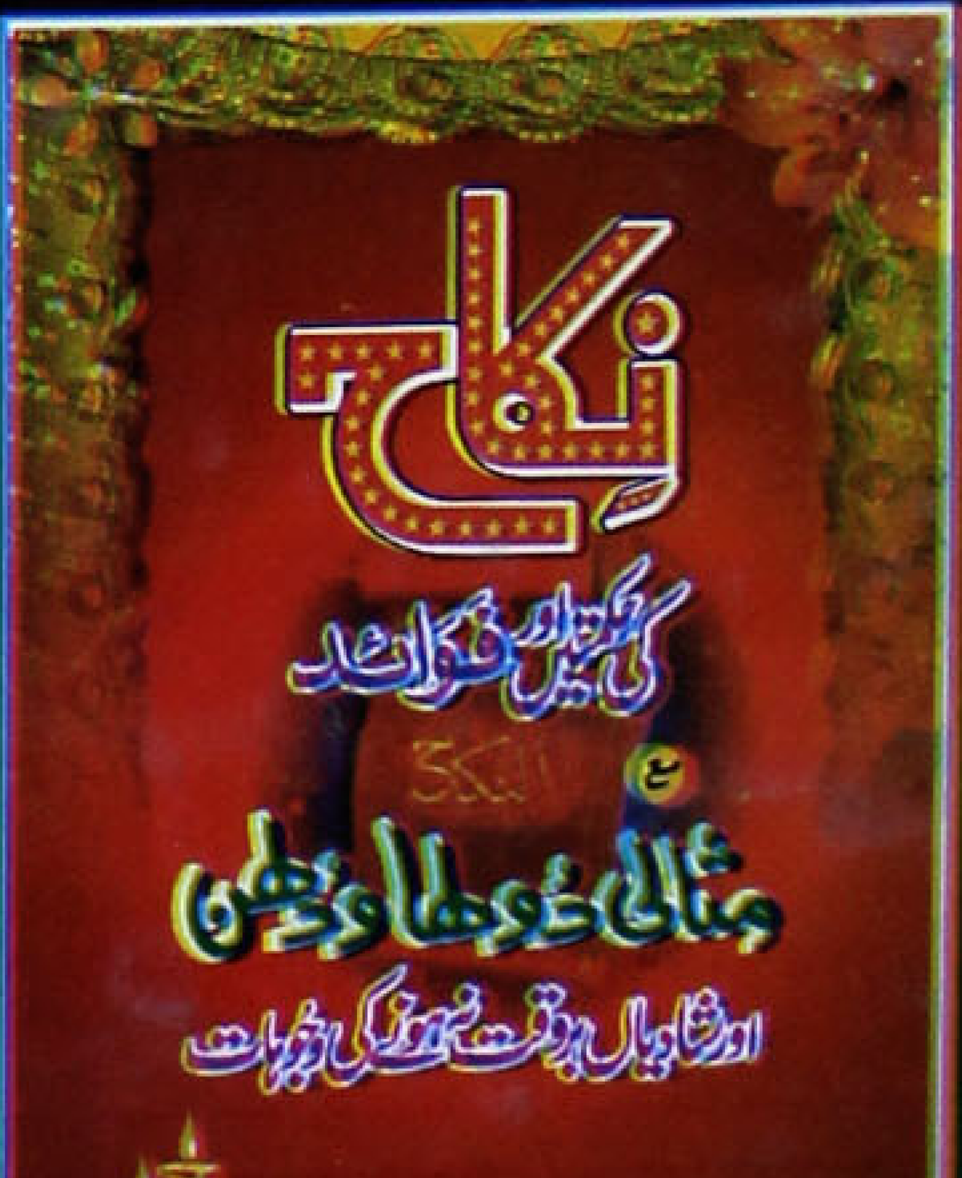
نکاح کی حکمتیں اور فوائد

مع

مثالی دولہا دلہن

اور شادیاں بروقت نہ ہونے کی وجوہات

مرتب

محمد نعیم اللہ خان قادری

انیس الجلیس

اویسی بک سٹال
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور